لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

Sahibzada Mirza Muzaffar Ahmad, the Ameer, Jamaat-i-Ahmadiyya, USA, leading the collective silent prayer at the conclusion of the 18th Annual Ansarullah Ijtema, held at the Baitur Rahman Mosque, during September 10-12, 1999

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM,** INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

Dr. Ahsan Zafar, Naib Ameer, USA, presiding over the Shura Session, during the Ansarullah Ijtema, 1999

Delegates to the Ansarullah Ijtema, 1999, at lunch

القرآن الحکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ②

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، اللہ نے اُن کے اعمال کو تباہ کر دیا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ③

اور جو ایمان لائے اور انھوں نے ایمان کے مطابق عمل کیے اور جو محمد (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر نازل ہوا، اس پر ایمان لائے اور وہی اُن کے ربّ کی طرف سے حق ہے۔ اللہ اُن کی بدیوں کو ڈھانپ دے گا اور اُن کے حالات کو درست کر دے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ④

یہ اس لیے کیا گیا کہ جنھوں نے کفر کیا تھا انھوں نے جھوٹ کی پیروی کی تھی۔ اور جو ایمان لائے تھے وہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے حق کے پیچھے چلے تھے اللہ اسی طرح لوگوں کے سامنے اُن کا (اصل) حال بیان کرتا ہے۔

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

فروری ۲۰۰۰ء

تبلیغ ۱۳۷۹ ہش

نگران
صاحبزادہ مرزا مظفر احمد
امیر جماعت احمدیہ امریکہ

مدیر
سید شمشاد احمد ناصر

فہرست مضامین

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

"يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ"

(مشکوۃ باب نزول عیسیٰ)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے۔ اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف، اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا"۔

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸)

خدام الاحمدیہ کا مقام

بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

"میں...... خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسل (دین حق) کی روح زندہ رہے۔ (دین حق) اپنی ذات میں تو کامل مذہب ہے لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ شربت کے لئے کسی گلاس کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح (دین حق) کی روح کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے کسی گلاس کی ضرورت ہے اور ہمارے خدام الاحمدیہ وہ گلاس ہیں جن میں (دین حق) کی روح کو قائم رکھا جائے اور ان کے ذریعہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے گا...... پس ہمیشہ ہی (دین حق) کی روح کو قائم رکھو اس کی تعلیم کو قائم رکھو اور یاد رکھو کہ قومیں نوجوانوں کی دینی زندگی کے ساتھ ہی قائم رہتی ہیں۔"

(الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیشگوئی مصلح موعود

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَ الۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

رمضان المبارک کا آخری جمعہ، نیکیوں کو وداع کرنے کا دن نہیں بلکہ استقبال کا جمعہ ہے

یہ سال بہت سی خصوصیات کا حامل تھا۔ ان خصوصیات میں ضرور کوئی گہری حکمتیں ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال جماعت کے لئے بہت برکتوں کا سال ہوگا

پنج وقتہ نماز باجماعت اور تہجد کی ادائیگی نیز مالی قربانیوں کی احادیث نبویؐ اور مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں تلقین

وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان اور گزشتہ سال کی وصولیوں کا جائزہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/جنوری ۲۰۰۰ء)

لندن (۷/جنوری): آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا جو حسب معمول سیٹلائٹ کی وساطت سے ساری دنیا کے مختلف حصوں میں بیک وقت دیکھا اور سنا گیا۔ گو بچوں کے سکول شروع ہو چکے ہیں اور دفاتر میں بھی رخصتیں ختم ہو چکی تھیں لیکن تاہم احباب و خواتین دور و نزدیک سے کثیر تعداد میں جمعہ میں شرکت کے لئے مسجد فضل تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ ابراھیم کی آیت ۳۲ ﴿قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَ لَا خِلٰلٌ﴾ کی تلاوت فرمانے کے بعد اس کا عام فہم سادہ ترجمہ بیان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ اس آیت کا انتخاب میں نے دو وجوہات سے کیا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تلقین ہے اور میں نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرنا ہے جو مالی تحریک ہے۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں نماز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ رمضان کا سبق ہے جو یہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج رمضان کا آخری دن اور آخری جمعہ ہے۔ آج کے دن مساجد اتنی بھر گئی ہیں کہ کبھی سارا سال بلکہ رمضان میں بھی ایسی نہیں بھریں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر آج حاضر ہو جائیں تو سارے سال کی بخشش ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ غلط فہمی ہے۔ اگرچہ بخشش تو خدا تعالیٰ نے ہی کرنی ہے۔ میں نے احادیث کا مطالعہ کیا تو مجھے رمضان کے آخری جمعہ کی برکات کا کہیں ذکر نہیں ملا البتہ لیلۃ القدر کا ذکر ملتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جب اسلام پر تنزل آیا تو بعد میں یہ باتیں شامل ہو گئی ہیں۔

فرمایا یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جمعۃ الوداع ان نیکیوں کو وداع کرنے کا جمعہ نہیں جو مخلصین نے رمضان مبارک میں سیکھیں۔ جیسے بچے وداع کہتے ہوئے ٹاٹا (Tata) کر دیتے ہیں بلکہ یہ تو وداع کے ساتھ استقبال کا بھی جمعہ ہے۔ اس جمعہ کی تو یہ اہمیت ہونی چاہئے کہ وہ سارے اسباق جو رمضان میں سیکھے گئے ہیں وہ انسان دہرائے اور پھر اگلے سال کی تیاری کرے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس امر کو بخوبی یاد رکھے گی کہ یہ جمعہ وداع کے ساتھ ساتھ استقبال کا بھی جمعہ ہے۔ رمضان میں سب سے ضروری سبق ہمیں نمازوں کی پابندی کا ملتا ہے۔ پانچوں وقت نمازیں تو بہر حال ضروری ہیں لیکن تراویح اور تہجد کو بھی قریباً فرض ہی سمجھنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ سال تک ہماری نیکیوں کو دوام بخشے۔

اس سال کی خصوصیات

حضور انور نے فرمایا کہ اس سال بہت سی اہم باتیں رونما ہوئی ہیں اور ان خصوصیات میں ضرور گہری حکمتیں ہیں، یہ اتفاقی نہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال جماعت کے لئے بہت برکتوں کا سال

ہو گا۔ ان خصوصیات کے بارہ میں امام صاحب نے مجھے لکھ کر بھجوایا اور محمد صادق طاہر صاحب نے بھی بعض باتوں کا ان میں اضافہ کیا ہے جو درست ہیں۔ چنانچہ اس سال کی بعض خاص باتیں یہ ہیں:

☆ اس سال کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور اختتام بھی جمعہ کے مبارک دن سے ہو رہا ہے۔

☆ اس سال کے عین وسط میں یعنی ۲ر جولائی کو بھی جمعہ کا مبارک روز تھا۔ اس طرح ۱۸۲ دن اُس سے پہلے گذر چکے تھے اور ۱۸۲ دن اس کے بعد آئے۔

☆ اس سال کے آغاز کے وقت رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور سال کا اختتام بھی رمضان کے مبارک مہینہ میں ہو رہا ہے۔

☆ اس سال میں آنے والے رمضان المبارک کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور رمضان المبارک کا آخری دن بھی جمعۃ المبارک ہے۔

☆ اس رمضان المبارک کے وسط میں یعنی پندرہ رمضان کو جمعہ کا روز تھا۔

☆ اس سال میں آنے والے رمضان المبارک میں جمعۃ المبارک کا دن پانچ دفعہ آیا ہے جو بہت شاذ ہوتا ہے۔

☆ اس سال کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جمعۃ المبارک کا دن دو بار آیا ہے۔

☆ اس سال میں Friday the Tenth کے مواقع دو بار آئے۔ پہلا موقع دس ستمبر کو تھا اور دوسرا موقع دس دسمبر کو تھا جس روز رمضان کے مہینہ کا آغاز ہوا۔

☆ Friday the Tenth نے جو برکتیں چھوڑیں ان میں خصوصی طور پر میری صحت بحال ہونے کا بہت خوشگوار اثر چھوڑا ہے۔

☆ اس سال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور احسان سے ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دو سو چھبیس افراد کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا عظیم الشان نشان دکھایا۔ تاریخِ ادیانِ عالم میں اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی رونما نہیں ہوا۔

☆ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں اس سال منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں کُل حاضری اکیس ہزار سے زائد تھی جن میں سولہ ہزار سے زائد نو مبایعین تھے۔ اس تعداد میں نو مبایعین کی جلسہ سالانہ میں شمولیت فتح و نصرت کا ایک اور سنگ میل ہے۔

☆ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل اس سال ڈیجیٹل ٹرانسمشن کو اپنا کر ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہوا۔

☆ اس سال کے دوران گیارہ اگست کو مکمل سورج گرہن ہوا جو سائنسی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔ اس موقع پر مجھے پہلی مرتبہ نماز کسوف پڑھانے کی توفیق ملی۔

☆ اس سال کے دوران بائیس دسمبر کو رمضان المبارک کی چودھویں رات کا چاند غیر معمولی طور پر بڑا اور معمول سے بہت زیادہ روشن ہو کر چمکا۔ یہ واقعہ ایک سو تینتیس سال کے بعد ہوا تھا اور آئندہ ایک سو سال تک رونما نہیں ہو گا۔

نماز باجماعت کی ادائیگی اور مالی قربانیوں کی تلقین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے بعض احادیث پیش فرمائیں جن میں نماز باجماعت اور مالی قربانیاں کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ پہلی حدیث جو حضور نے پیش کی وہ حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے آنحضورؐ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ حضورؐ فرمارہے تھے کہ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب مَیں کوئی حکم دوں اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

حضور نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازوں کا سبق حجۃ الوداع کے موقع پر دیا گیا تھا۔ میں آپ کو آنحضورؐ کے اس ارشاد کی روشنی میں یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں۔ اگرچہ یہاں تہجد کا ذکر نہیں کیونکہ فرض کا ذکر ہو رہا ہے لیکن یاد رکھیں کہ آنحضورؐ بڑی باقاعدگی کے ساتھ تہجد پڑھا کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے یاد رکھیں کبھی مال کم نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ اس طرح بہت سے اخراجات ٹال دیتا ہے اور اموال میں برکت ملتی ہے جبکہ مانگنے کی عادت سے ہمیشہ اموال میں کمی آتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ملے گا"۔ (بخاری کتاب الایمان باب انما الاعمال بالنیات)

حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے"۔ یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس سے بھی بڑھا کر دیا کرتا ہے۔

مختلف احادیث پیش کرنے کے بعد حضور نے مالی قربانی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش فرمائے۔ حضورؑ فرماتے ہیں "صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں اور بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے"۔ (الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۱ء)

وقف جدید کے نئے سال کا آغاز

حضور ایدہ اللہ نے وقف جدید کا مختصر تعارف کروانے کے بعد اس کے تینتالیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ عجیب اتفاق ہے کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقف جدید کا آغاز ۱۹۵۷ء میں فرمایا تھا تو مجھے بلا کر فرمایا کہ اس میں میں نے سب سے پہلا نام تمہارا رکھا ہے۔ مجھے اس وقت تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیوں ہے لیکن اب پتہ چلتا ہے کہ شاید اس لئے تھا کہ اس سے میرا گہرا تعلق ہونا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے اس کثرت سے وقف جدید کے سلسلہ میں دوروں کی توفیق ملتی رہی ہے کہ کسی انسپکٹر کو بھی نہ ملی ہو گی۔ اس طرح بہت سی برائیوں کا پتہ لگا اور انہیں دور کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس طرح بچپن سے ہی اس سے میرا گہرا تعلق رہا ہے۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا تھا تا کہ بچپن سے ہی دلوں میں اس تحریک میں شمولیت کا احساس پیدا ہو جائے۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو میں نے یہ تحریک پوری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان کیا اور الحمد للہ کہ اس ۱۵ سال کے عرصہ میں اب تک یہ تحریک پورے ایک سو ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اس پہلو سے یہ سال وقف جدید کے لئے بھی ایک نمایاں سنگ میل بن کر ابھرا ہے۔ اس نئے سال کی برکات میں سے یہ بھی ایک نمایاں برکت ہے۔

وقف جدید کے گذشتہ سال کا مختصر جائزہ

حضور نے فرمایا کہ اس وقت تک موصولہ رپورٹوں کے مطابق وقف جدید کی کل وصولی دس لاکھ ۴۷ ہزار ۵۰۰ پاؤنڈ ہے۔ الحمد للہ کہ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ۴۱ ہزار ۵ سو پاؤنڈز زیادہ ہے۔ وقف جدید کے مجاہدین کی تعداد میں اس سال ۲۴ ہزار ۸ ۵۳ کا اضافہ ہوا ہے جن میں سے ایک بڑی تعداد نو مبایعین کی

ہے۔امریکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی وقف جدید کی مالی قربانی میں دنیا بھر میں اول ہے جبکہ پاکستان دوسرے نمبر پر اور جرمنی تیسرے نمبر پر ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں یہ ہیں

امریکہ ، پاکستان، جرمنی، برطانیہ ، کینیڈا، بھارت ، سوئٹزرلینڈ، انڈونیشیا، جاپان اور بلجیم ۔اسی طرح نمایاں کام کرنے والوں میں ناروے، برما، ہالینڈ، فرانس، ماریشس اور بوزنیا بھی قابل ذکر ہیں۔

وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہونے والی نئی جماعتیں

مڈغاسکر، بلغاریہ، چیک ری پبلک، سلواک، گنی کناکری، مالی، ملاوی، برونڈی، مراکش، تیونس، آسٹریا، یونان، بھوٹان، نیپال، البانیہ، مقدونیہ، ایتھوپیا۔

اس طرح الحمدللہ کہ امسال سترہ نئے ممالک وقف جدید میں شامل ہوئے جن میں آخری شامل ہونے والا ایتھوپیا ہے۔

پاکستان کی جماعتیں

آخر میں حضور نے پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے بتایا کہ ربوہ کو اول مقام حاصل ہے اور ربوہ وقف جدید دفتر اطفال میں بھی اس سال اول رہا ہے۔اور دیگر نمایاں خدمت کرنے والے اضلاع میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ ، عمرکوٹ، بہاولنگر، گجرات، سرگودھا اور نارووال شامل ہیں۔

لمبی عمر پانے کا نسخہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

" دوسروں کے لئے دُعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔" اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد: ۱۸) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دُعا کی خیر جاری ہے جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دُعا کے ساتھ اُٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچّی بات ہے جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے اسکی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شر کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اُٹھا لیا جاتا ہے کہتے ہیں شیر سنگھ چڑیوں کو زندہ پکڑ کر آگ پر رکھتا تھا وہ دو برس کے اندر ہی مارا گیا پس انسان کو لازم ہے کہ وہ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ بننے کے واسطے سوچتا رہے اور مطالعہ کرتا رہے جیسے طبابت میں حیلہ کام آتا ہے اسی طرح نفع رسانی اور خیر میں بھی حیلہ ہی کام دیتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان ہر وقت اس تاک اور فکر میں لگا رہے کہ کس راہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۲)

"وہ جلد جلد بڑھے گا"

ڈاکٹر سلیم الرحمٰن

اللہ جلشانہ نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کو بمقام ہوشیارپور ، انڈیا ، اپنی رحمت کے ایک نشان کے طور پر ، 20 فروری 1886ء کو مصلح موعود کے بابرکت وجود کی آئندہ پیدائش کی الہامی خوشخبری عطا فرمائی ۔ اس پیشگوئی کے الہامی الفاظ میں علاوہ اور متعدد صفات کے بیان کے ، ایک یہ بھی ہے کہ " وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا ۔ "

زیر نظر سطور میں تقسیم ہند کے ہیجان انگیز واقعات سے پیدا ہونے والے نہایت کٹھن اور خوفناک حالات میں حضرت مصلح موعودؓ کی اولوالعزم قیادت اور آپ کی برق رفتار پیش رفت کی کچھ جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں جو پیشگوئی دربارہ حضرت مصلح موعود کے مقدس الفاظ " وہ جلد جلد بڑھے گا " کے لفظ بلفظ پورا ہونے پر خوب روشنی ڈالتی ہیں ۔ اس برق رفتار قیادت کو جانچنے کے لئے ایک سال وقت کی بہت طویل اکائی معلوم ہوتا ہے ۔ بلکہ مؤرخ کی نظر میں تو ایک مہینہ بھی بہت لمبا وقت ہے ۔ یہ تو ہفتوں بلکہ دنوں کی پیمائشی اکائی میں کہی جانے والی داستان ہے ۔

مرکز سلسلہ ، قادیان سے احمدی آبادی کا انخلا اور پھر نوزائیدہ مملکت پاکستان میں ان کی مناسب آبادکاری کا عظیم کام ۔ نئے مرکز سلسلہ ، ربوہ کا قیام اور ایک ناقابل رہائش ویرانے کو رستا بستا شہر بنا ڈالنا ۔ اور پھر تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام پہلے سے بڑھ کر شروع کر دینا —— یہ سب اس پرآشوب دور میں حضرت مصلح موعودؓ کے عہد آفرین فیصلوں اور ان کے بسرعت نفاذ اور جانثاران خلافت احمدیہ کی ان گنت قربانیوں اور جادہ مستقیم پر امام اولوالعزم کے جلو میں جلد جلد بڑھتے چلے جانے کی ناقابل فراموش داستان ہے ۔

لاہور سے لاہور تک

قادیان سے ہجرت کے بعد پاکستان پہنچنے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم الشان عہد فرمایا جس میں آپ کے ایک گزشتہ عہد کی گونج بھی سنائی دے رہی تھی جو آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا ۔ لاہور کی فضاؤں نے دو مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ کے انقلاب آفرین عہد کے الفاظ اپنے دامن میں سجانے کی سعادت حاصل کی ۔ حضورؓ نے فرمایا :

" جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں فوت ہوئے ... اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عزم کیا تھا ، اور خدا تعالیٰ کے سامنے قسم کھائی تھی ، کہ اگر جماعت اس ابتلا کی وجہ سے فتنے میں پڑ جائے اور ساری ہی جماعت مرتد ہو جائے ، تب بھی میں اس صداقت کو نہیں چھوڑوں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لائے ۔ اور اس وقت تک تبلیغ جاری رکھوں گا جب تک وہ صداقت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی ۔

شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک اور عہد لینا چاہتا تھا ۔ وہ وقت میری جوانی کا تھا اور یہ وقت میرے بڑھاپے کا ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کام کرنے کے لئے جوانی اور بڑھاپے میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔ جس عمر میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے کھڑا ہو جائے —— اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت مل جائے —— اسی عمر میں وہ کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتا ہے ۔

لاہور ہی تھا جس میں میں نے وہ عہد کیا تھا ... اسی لاہور میں ، اور ویسے ہی تاریک حالات میں ، میں اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ خواہ جماعت کو کوئی بھی دھکا لگے ، میں اس کے فضل اور اس کے احسان سے کسی اپنے صدمے یا اپنے دکھ کو اس کام میں حائل نہیں ہونے دوں گا ۔ بفضلہ تعالیٰ و بتوفیقہ و بنصرہٖ ۔ جو خدا تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کو قائم کرنے کا میرے سپرد کیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری تائید فرمائے ۔ باوجود اس کے کہ میں اب عمر کے لحاظ سے ساٹھ سال کے قریب ہوں ، اور ابتلاؤں اور مشکلات نے میری ہڈیوں کو کھوکھلا کر دیا ہے ، پھر بھی میرے حی و قیوم خدا سے بعید نہیں ۔ امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میرے مرنے سے پہلے مجھے اسلام کی فتح کا دن دکھا دے ۔ "

(الفضل ،21 ستمبر 1947ء ۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 11 ، صفحہ 7-9)

ایک درخت نہیں ، ایک باغ !

31 اگست 1947ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے پاکستان کی طرف ہجرت فرمائی ۔ احمدیت کا درخت اس وقت 58 سال کا تھا اور ہلاکت خیز آندھیوں کی زد میں تھا ۔ قادیان سے سوا دو بجے دوپہر روانہ ہو کر آپ اسی روز شام کو ساڑھے چار بجے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی کوٹھی پر بخیریت پہنچ گئے ۔

آپؓ کی ہجرت سے دو ہفتے قبل جب قیام پاکستان کا اعلان ہوتے ہی مختلف علاقوں ، خصوصاً مشرقی پنجاب میں ، ہندو مسلم فسادات اور قتل و غارت کا بازار گرم ہونے لگا تو حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے پہلے جماعت کا مرکزی خزانہ بذریعہ ہوائی جہاز قادیان سے پاکستان منتقل کر دیا ۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت ام المومنینؓ اور خواتین مبارکہؓ کو بسوں کے ذریعہ لاہور بھجوا دیا ۔ اور جب قادیان کی آبادی فوری

خطرے کی زد میں آگئی تو صاحب الرائے افراد کے مشورے پر حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان تشریف لے جانا منظور فرما لیا تاکہ وہاں سے آپؓ جماعت کے جملہ افراد کی سلامتی کے لئے ہمہ گیر اقدامات کو موثر طور پر انجام دے سکیں - یہ سارا کام نہایت مشکل اور انتہائی حزم و احتیاط کا متقاضی تھا - آپؓ فرماتے ہیں :

" یہاں پہنچ کر میں نے پورے طور پر محسوس کیا کہ میرے سامنے ایک درخت کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا نہیں ، بلکہ ایک باغ کو اکھیڑ کر دوسری جگہ لگانا ہے - "

(الفضل ،31 جولائی 1949ء ، بحوالہ تاریخ احمدیت - ایضاً ، ص

اگلے ہی روز ! (یکم ستمبر 1947ء)

لاہور پہنچنے کے اگلے ہی روز حضور نے جودھا مل بلڈنگ میں ایک فوری میٹنگ طلب فرما کر " صدر انجمن احمدیہ پاکستان " کی بنیاد رکھی اور ایک پروفیشنل احمدی آڈیٹر کو اس کے حسابات کی نگرانی کا کام سونپا - ہندوستان منتقل ہو جانے والی غیر مسلم آبادی کی متروکہ جائیدادوں کو باضابطہ طریق پر قانوناً حاصل کرنے کی فوری ہدایات دیں تاکہ جماعت کے مرکزی دفاتر کو ان میں فوراً قائم کر کے کام شروع کر دیا جائے -

حضور کے لاہور پہنچنے سے کچھ پہلے ، حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں ، جماعت احمدیہ لاہور نے چار کوٹھیاں پہلے ہی حاصل کر لی تھیں ، یعنی ، رتن باغ ، جودھا مل بلڈنگ ، جسونت بلڈنگ اور سیمنٹ بلڈنگ - حضرت مصلح موعودؓ نے اس موقع پر مزید متروکہ املاک کے حصول کے لئے ہدایات جاری فرمائیں -

روزانہ 10 بجے سے 12 بجے دوپہر تک صدر انجمن احمدیہ کی میٹنگ ہونے لگی جس میں ہر محکمہ کے ناظر صاحب اپنی اپنی رپورٹ پیش کر کے مزید کام کے لئے روزانہ حضورؓ سے ہدایات لیتے تھے - مولانا ابو المنیر نور الحق صاحب کو ناظر انخلاء و آبادی مقرر کیا گیا جو بہت بڑی ذمہ داری تھی - گو اگلے ہی روز سے صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے کام شروع کر دیا تھا اور تحریک جدید کے دفاتر نے عملاً کام شروع نہیں کیا تھا مگر جودھا مل بلڈنگ میں ان دفاتر کے لئے جگہ مختص کر دی گئی تھی - جیسے جیسے تحریک جدید کے کارکنان اور افسران پاکستان پہنچتے گئے ویسے ویسے تحریک جدید کے دفاتر میں کام شروع ہوتا گیا -

محض سات دن بعد (7 ستمبر 1947ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کے بعد جس برق رفتاری سے جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کی از سر نو بنیاد پڑی اور جس تیز رفتاری سے متعلقہ اقدامات کئے گئے اس کی ایک مثال پاکستان میں ہونے والی پہلی مجلس شوریٰ کا انعقاد بھی ہے جو 7 ستمبر 1947ء کو لاہور میں ہوئی - حضورؓ نے اس مجلس شوریٰ سے پانچ گھنٹے تک

خطاب فرمایا اور نہایت اہم فیصلے کئے گئے - انہی فیصلوں میں پاکستان میں نیا مرکز سلسلہ ڈھونڈنے کے لئے کوشش شروع کرنے کا فیصلہ بھی تھا جو بالآخر ربوہ کی بستی آباد کرنے پر منتج ہوا -

اسکے علاوہ قادیان کے حالات کے پیش نظر عورتوں اور بچوں کو وہاں سے بحفاظت نکال لینے کا جامع پروگرام مرتب کیا گیا - یہ بھی طے پایا کہ مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے احمدی محافظوں کی ایک معقول تعداد قادیان میں موجود رہنی چاہیئے جو ایک ہزار افراد یا اس سے کچھ کم ہو -

(تاریخ احمدیت -ایضاً - صفحہ 49)

صرف پندرہ دن کے اندر اندر

حضور کے حکم پر امیر جماعت احمدیہ لاہور ، محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ، لاہور ریڈیو سٹیشن سے روزانہ شام کو سوا آٹھ بجے قادیان کے حالات کے بارہ میں تازہ خبریں نشر کرنے لگے تاکہ مختلف علاقوں میں جماعتوں کو قادیان کی صورتحال سے روزانہ باخبر رکھا جا سکے -

چونکہ احمدی اخبارات ابھی پاکستان سے جاری نہیں ہوئے تھے ، اور قادیان سے شائع ہونے والا الفضل ان مخدوش حالات کے باعث محدود ہو کر رہ گیا تھا ، لہذا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک روزانہ بلیٹن کی اشاعت شروع کروا دی جو سب جماعتوں کو بھجا جاتا تھا اور اس میں سلسلہ کی ضروریات کیلئے تازہ ترین ہدایات درج ہوتی تھیں -

13 ستمبر 1947ء کو حضور نے انگلستان کے احمدیہ مشن کو لاہور سے روزانہ بذریعہ ہوائی ڈاک تازہ اطلاعات بھجوانے کی ہدایت جاری فرمائی تاکہ وہاں سے تمام ممالک کے سفیروں کو احمدیوں کے حالات سے مطلع کر کے انکی حفاظت اور مشکلات کے ازالہ کی کوششیں کی جا سکیں -

15 ستمبر 1947ء کو حکومت پاکستان سے منظوری مل جانے کے بعد پاکستان سے روزنامہ الفضل کی اشاعت کا کام شروع ہوا - اکثر اداریئے حضرت مصلح موعودؓ کے تحریر کردہ ہوتے تھے گو مصلحتاً ان پر آپ کا نام نہیں ہوتا تھا -

12 ستمبر 1947ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت سے 200 ٹرکوں کی فراہمی کا مطالبہ فرمایا تاکہ قادیان سے عورتوں اور بچوں کو بحفاظت باہر نکالنے کا کام کیا جا سکے - جماعت نے فوری طور پر امام اولوالعزم کی اس تحریک پر لبیک کہا - مزید تفصیل آگے بیان ہوگی

احمدی طیارے کا کارنامہ

قارئین ذرا غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جس عہد ساز بچے کی مبارک پیدائش سے قبل ہی مہدی دوراں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ خوشخبری الہاماً دی تھی کہ " وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا - " اس اولوالعزم وجود کے پاکستان ہجرت کرنے پر ابھی پندرہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مرکزی خزانہ کے ذریعہ مالی استحکام کی بنیاد فراہم ہو چکی تھی ، جماعت کے مرکزی دفاتر کو

ابتدائی حالات کی جانکاہی کے ماحول میں باضابطہ طریق پر قائم کر کے فوری طور پر روبہ عمل کر دیا گیا تھا ، مہاجرین کی آبادکاری کا کام منظم بنیاد پر جاری تھا ، قادیان سے احمدی عورتوں اور بچوں کے انخلاء کے انتظامات اور متعلقہ ضروریات کی فراہمی منظم طور پر شروع کر دی گئی تھی ، ریڈیو کے ذریعہ روزانہ اطلاعات کی ترسیل کا نظام کام کرنے لگا تھا ، سیاسیات عالم کے عصبی مرکز ، لندن میں احمدیہ مشن کو روزانہ ہدایات ملنے لگی تھیں کہ ضروریات سلسلہ کے لئے ابلاغ کا کام کس طرح چلائیں - روزنامہ الفضل بھی جاری ہوگیا تھا ، اور پھر صرف اپنی حفاظت اور ضروریات ہی کا خیال نہ تھا بلکہ غیر از جماعت مسلمان بھائیوں کی حالت زار پر بھی حضرت مصلح موعودؓ کا دل کیسے تڑپ اٹھتا تھا اور آپ کے دور اندیش اقدامات کے نتیجہ میں کیسے خدا کے فضل سے مخلوق خدا کی بھلائی کے کام ہونے لگے تھے - محض ایک واقعہ بطور نمونہ درج ذیل ہے - ذرا سوچئے کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ دن میں ہوگیا -

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب فتح پور چوڑیاں کے مسلمانوں کے محاصرہ میں آنے کی خبر ملی اور یہ پتہ چلا کہ وہ لوگ خوراک کی قلت کے باعث محاصرہ کی حالت میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں تو حضور نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو فوری حکم دیا کہ ہوائی جہاز وہاں بھیجا جائے - اس طیارے کے ذریعہ مظلوم مسلمان پناہ گزینوں کو خوراک پہنچائی گئی اور ان کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کی گئی - اخبار " انقلاب " نے 14 ستمبر 1947ء کی اشاعت میں یہ خبر " پناہ گزینوں پر روٹیوں کی بارش " اور " احمدی طیارے کا کارنامہ " کے عنوان سے شائع کی -

صرف آٹھ دیگیں قادیان سے

مملکت پاکستان کے ابتدائی دنوں میں نفسا نفسی کا عالم تھا ، انسانیت آشوب زمانہ کے بوجھ تلے پڑی کراہ رہی تھی - حضرت مصلح موعودؓ ایک نہایت شفیق باپ کی طرح اپنی روحانی اولاد کی جملہ ضروریات کے پورا کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے - لیکن بعض ضروریات انتہائی بنیادی اور فوری ہوتی ہیں اور حالات کی سنگینی کے باوجود ان کا کچھ نہ کچھ حل نکالنا لازمی ہوتا ہے ورنہ نہ صرف قومی زندگی کا شیرازہ منتشر ہو جائے بلکہ انفرادی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں - روزانہ کھانے کی فراہمی ایک ایسی ہی لازمی ضرورت ہے - حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان سے ہی آٹھ دیگیں اور پکانے کا کچھ سامان لاہور منگوا لیا تھا اور حضور کی ہجرت کے اگلے ہی روز سے لنگر خانہ بھی کام کرنے لگا تھا - اشیائے خوردونوش پرمٹ پر ملا کرتی تھیں - ابتدائی مہینوں میں یہ لنگر خانہ 400 افراد کو کھانا مہیا کرتا تھا ! پورے ایک سال بعد ، ستمبر 1948ء میں یہ تعداد کم ہو کر 300 افراد روزانہ پر آگئی -

" قادیانی بغیر کاوش کے بحال ہوگئے "

20 ستمبر 1947ء کو احمدی افراد کی ساری امانتیں پاکستان منتقل ہوگئیں - حضرت مصلح موعودؓ کو امانتوں کے بحفاظت لوٹانے کا نہایت بے چینی سے انتظار تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہجرت مدینہ کے وقت امانتوں کی بحفاظت واپسی کا خاص انتظام فرمایا تھا حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کی روشنی میں یہ معرکہ حضرت شیخ فضل احمد بٹالویؓ نے سرانجام دیا -

(تاریخ احمدیت - ایضاً - صفحہ 34)

ستمبر 1947ء میں ہی " امانت فنڈ " کی تمام رقوم بخیریت لاہور پہنچا کر ان کے مالکوں کو حسب منشا واپس کی گئیں -

دشمنان احمدیت کے ترجمان ، ہفت روزہ " المنبر " لائل پور نے بھی اپنی 2 مارچ 1956ء کی اشاعت میں تسلیم کیا کہ :

" تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کی یہ واحد جماعت ہے جس کے سرکاری خزانہ میں معتقدین کے لاکھوں روپے جمع تھے - اور جب یہاں مہاجرین کی اکثریت بے سہارا ہو کر آئی تو قادیانیوں کا سرمایہ جوں کا توں پہنچ چکا تھا - اس سے ہزاروں قادیانی بغیر کسی کاوش کے از سر نو بحال ہوگئے - "

(تاریخ احمدیت - ایضاً - صفحہ 39)

کام بھی کرو اور مالٹے بھی بیچو

خطرناک حالات کے نتیجہ میں چندوں کے ذریعہ جماعت کے نظام کو ہونے والی آمدنی تعطل میں پڑ چکی تھی - لہذا فوری طور پر ذرائع آمدنی پیدا کرنا وقت کی ناگزیر ضرورت تھی - قربانیوں کا جذبہ بے شک بے حد تھا اور حسن عمل کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی تھیں ، مگر کام کرنے والے بہر حال محدود تعداد میں تھے اور مسائل و ضروریات لامحدود تھیں - ایسے حالات میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض حیرت انگیز اقدامات اور دیوانہ وار کام کر کے خدا کے فضل و توفیق سے ناممکن کو ممکن بنا دینے کی روح ہمیں مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب کی درج ذیل غیر مطبوعہ تحریر سے نظر آتی ہے :

" حضور نے صدر انجمن کے قیام کے ساتھ ہی ہدایت فرمائی کہ چونکہ چندے نہیں آرہے اسلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ خود کفیل بنے اور اپنے اخراجات کو چلانے کی تجویز کرے - ان حالات کا تھوڑا سا اندازہ دو واقعات سے ہو سکتا ہے -

صدر انجمن کے قیام کے بعد حضور نے مکرم مولوی محمد صدیق صاحب کو جودھا مل بلڈنگ میں ایک دکان کھلوا دی تاکہ اس کی تجارت کے ساتھ کوئی آمد کا ذریعہ پیدا ہو سکے - چنانچہ کافی عرصہ تک ان کو یہ کام کرنا پڑا -

اسی طرح سے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ اپنے محکمہ کے کام کو چلانے کے لئے تم مالٹے بیچا کرو - چنانچہ خاکسار مالٹوں کا ٹرک بھر کر روزانہ واہگہ

بارڈر پر جاتا اور اس سے جو آمد ہوتی اس کی رپورٹ حضور کو دیتا تھا
(تاریخ احمدیت ، جلد 11 ، صفحہ 34)

حضور نے چارپائی پر سونا ترک کر دیا

مولانا موصوف کے مندرجہ بالا بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سارا وقت مالٹے بیچ کر آمدنی پیدا کرنے میں صرف ہو رہا تھا - یہ تو خرد کے جنون کی حد تک باعمل ہونے اور اطاعت امام میں جانفروشی کا والہانہ انداز تھا - ورنہ چوبیس گھنٹے صرف کام ہی کام تھا - مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ، ناظر انخلاء و آبادی بیان کرتے ہیں :
" ہمیں (احمدی احباب کو) آباد کرنے کے لئے دن رات چوبیس گھنٹوں میں جو جدوجہد کرنی پڑتی تھی اس کا نقشہ کھینچنا الفاظ میں ناممکن ہے - کیونکہ عملہ کی کمی تھی اور ہم صرف دو کارکن تھے - ہمیں کئی ماہ تک چوبیس گھنٹے دفتر کھلا رکھنا پڑتا رہا -
حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا اپنا یہ حال تھا کہ ان بے سروسامان احمدی احباب کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے حضور نے اپنی چارپائی پر سونا ترک کر دیا - اور ایک عرصہ دراز تک جب تک احباب آباد نہیں ہوگئے ، چارپائی سے نیچے ہی سوتے رہے - اور دن رات آپ کو یہی فکر ہوتا تھا کہ کسی طرح کسی دوست کو کوئی پریشانی نہ ہو اور وہ آباد ہو جائے - "

(تاریخ احمدیت - ایضاً - صفحہ 98)

صرف تیس دن بعد (یکم اکتوبر 1947ء)

احمدی احباب کی طبی ضرورتوں کے لئے سیمنٹ بلڈنگ لاہور میں حضور کے ارشاد کے تحت نور ہسپتال کا ازسرنو اجراء کیا گیا اور شروع میں اسکی صورت ایک مختصر سی ڈسپنسری کی تھی -
حضور کو جماعت کے کارکنوں کی صحت جسمانی کا اتنا خیال تھا کہ 2 اکتوبر 1947ء سے حضور کی ہدایت پر صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے زیر انتظام احاطہ رتن باغ میں روزانہ صبح کارکنان صدر انجمن احمدیہ کی ورزش جسمانی کا انتظام کیا گیا -
صدر انجمن کے ناظران کے ساتھ حضرت مصلح موعود پہلے روزانہ مشاورتی میٹنگ فرمایا کرتے تھے جو بالآخر حسب ضرورت ہفتہ میں دو تین مرتبہ ہونے لگی - مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے اپنی نہایت قابل قدر تالیف " تاریخ احمدیت " کی جلد 11 میں ان ایام کی مشاورتی میٹنگوں میں حضرت مصلح موعود جو قیمتی آراء ارشاد فرماتے تھے ، انہیں جماعت کے تحریری ریکارڈ سے منتخب کر کے بعض نمونے پیش کئے ہیں جن سے ہجرت کے بعد کے ابتدائی ایام میں حضرت مصلح موعود کی توجہ اور فکر و عمل کے بعض گوشوں پر بہت دلچسپ اور پر از معلومات روشنی پڑتی ہے - مثلاً :
(1) - 8 فروری 1948ء کو فرمایا :

" یہ دیکھا جائے کہ یورپ میں ہمارے لئے کون کون سی چیز ضروری ہے - مثلاً عیسائیت کے وہ سوال جن کا علم ہونا چاہئیے - پھر مولوی محمد دین صاحب اور ملک غلام فرید صاحب سے پتہ کیا جائے کہ ان کے ساتھ وہ کیا سوالات کرتے تھے ؟ پھر ایک قسم کے متعلقہ سوالات کی ایک کتاب لکھی جائے ... کتاب چھپوا کر مبلغین کو لکھا جائے کہ جتنی کتاب مانگو گے ، ہم بھیجیں گے ، اور تم اتنی ہی مانگو گے جتنی چھ ماہ میں فروخت ہو سکے - اسکی قیمت قسط وار چھ ماہ میں وضع کر لیں گے - .... ہر مبلغ جو اخبار لیتا ہے اس کا فرض ہے کہ اہم مضامین کے کٹنگ وہ (یہاں) بھیجے - "
(2) - 5 مئی 1948ء کو فرمایا :
" ایک چیز ہے جس پر اگر زور ہو تو میرا خیال ہے کہ جماعت تباہی سے بچ جائے گی ، وہ نماز باجماعت کی ادائیگی ہے - اس سے وقت کی پابندی لازم ہوگی اور پھر اس سے ہر کام بروقت ہوگا - "
(3) - 15 مئی 1948ء کو فرمایا :
" شام والوں کو لکھا جائے کہ کسی نہ کسی طرح کبابیر والوں کو اطلاع دیں کہ تنگی کے دن ہیں ، صبر سے گزار لیں ، اور کسی قیمت پر بھی کبابیر کی زمین یہود کے پاس فروخت نہ کریں - "
(4) - 15 جنوری 1949ء کو فرمایا :
" کارکنان کو رخصت رعایتی جبراً دی جایا کرے تاکہ دماغ تازہ ہو جایا کریں - "

(تاریخ احمدیت ، ایضاً - صفحہ 26-22)

ہجرت کے چالیس روز بعد (11 اکتوبر 1947ء)

11 اکتوبر کو 18 ٹرکوں کا کانوائے (قافلہ) لاہور سے قادیان گیا ، اور 12 اکتوبر کو 72 ٹرکوں کا کانوائے لاہور سے قادیان گیا اور احمدی عورتوں اور بچوں کی رستگاری کا موجب بنا - چنانچہ قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک تحریری بیان ہے کہ :
" قادیان میں دو قسم کے ٹرک پہنچتے تھے - ایک وہ پرائیویٹ ٹرک جو بعض احمدی فوجی افسر اپنے اہل و عیال اور اپنے ذاتی سامان کو لے جانے کے لئے اپنے فوجی حق کی بنا پر حاصل کر کے قادیان لے جاتے تھے - اور دوسرے وہ جماعتی ٹرک تھے جو جماعتی کوشش سے ، جماعتی انتظام کے ماتحت ، حکومت کے حکم سے قادیان بھجوائے جاتے تھے - "
(تاریخ احمدیت - ایضاً - صفحہ 65)

قادیان سے مرکزی دفاتر کے کارکنان کو انکے دفتری ریکارڈ سمیت لاہور لانے کا باضابطہ مرحلہ وار پروگرام 24 ستمبر 1947ء سے ہی جاری ہو گیا تھا - 10 نومبر 1947ء کو جامعہ احمدیہ قادیان اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ لاہور پہنچ تو اسکے تیسرے ہی دن حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر یہ دونوں ادارے لاہور میں جاری کر دئے گئے اور کام کا آغاز ہو گیا -

نوّے دن بعد (1 دسمبر 1947ء)

جماعت کے نظام کو مضبوط اساس پر استوار کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے حکومت پاکستان کے عمائدین کی راہنمائی کی طرف بھی توجہ فرمائی اور لیکچروں کا سلسلہ شروع فرمایا جو زیادہ تر ینارڈ ہال لاہور میں منعقد ہوئے اور انکی صدارت کرنے والوں میں جسٹس محمد منیر، سر فیروز خان نون، میاں سر فضل حسین، شیخ سر عبدالقادر وغیرہ عمائدین ملت شامل تھے۔ لیکچروں کا یہ سلسلہ یکم دسمبر 1947ء سے لے کر 17 جنوری 1948ء تک جاری رہا۔ لیکچروں کے موضوعات اور تاریخیں درج ذیل ہیں:

پاکستان کا مستقبل، دفاع، زراعت اور صنعت کے لحاظ سے
(یکم دسمبر 1947ء)

پاکستان کا مستقبل، نباتی، زرعی، حیوانی اور معنوی دولت کے لحاظ سے (7 دسمبر 1947ء)

پاکستان کا مستقبل معنوی دولت کے لحاظ سے
(13 دسمبر 1947ء)

پاکستان کا مستقبل اسکی بری، فضائی اور بحری دفاعی طاقت کے لحاظ سے
(20 دسمبر 1947ء)

بحری طاقت اور سیاست کے لحاظ سے پاکستان کا دفاع
(10 جنوری 1948ء)

پاکستان کا آئین (17 جنوری 1948ء)

سر فیروز خان نون نے کہا:
" حضرت صاحب کے دماغ کے اندر علم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انہوں نے تھوڑے وقت میں ہمیں بہت کچھ بتایا ہے " ۔
(الفضل، 9 دسمبر 1947ء، بحوالہ تاریخ احمدیت۔ ایضاً، ص

تھوڑے وقت میں بہت کچھ سمجھا دینے والا یہ عظیم الشان وجود وہی تھا جس کے بارہ میں وحی الہیٰ نے مہدی دوراں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خوشخبری دی تھی کہ " وہ جلد جلد بڑھے گا " ۔
پاکستانی حکومتوں نے اس بے مثال رہنمائی سے کتنا فائدہ اٹھایا اور اس پر کچھ عمل بھی کیا یا نہیں، یہ اس وقت میرا موضوع نہیں ہے اور ویسے بھی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ پاکستان اس پر خاصی روشنی ڈال رہی ہے۔ البتہ حضرت مصلح موعودؓ نے مشرقی پاکستان کی آئیندہ علیحدگی کے امکان کی بنیاد پر بصیرت افروز انداز میں انہیں لیکچروں میں روشنی ڈال دی تھی۔

مشرقی پاکستان سے بنگلہ دیش تک

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے تیسرے لیکچر (13 دسمبر 1947ء) میں روز دیا کہ " مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلے میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضرور اردو کو ذریعہ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہاں کے باشندوں کو بنگالی زبان سے ایک قسم کا عشق ہے۔ "
(الفضل، 14 دسمبر 1947ء۔ بحوالہ تاریخ احمدیت۔ ایضاً، ص

وائے افسوس کہ ناخدایان ملت نے اس نابغہ روزگار وجود کی بصیرت افروز رہنمائی سے اپنی راہ عمل کے چراغ روشن نہیں کئے اور اقوام عالم کے لئے سامان عبرت مہیا کر دیا۔ قارئین کرام! ذرا اس تلخ حقیقت پر نظر تو کریں کہ جلد جلد بڑھنے والے اس عظیم الشان قافلہ سالار امت نے کیسی دلسوزی سے اور کس دوربین نگاہ سے دسمبر 1947ء میں یہ وارننگ دی، اور کیسے دسمبر 1971ء میں پاکستان دو لخت ہوگیا۔

پہلی سیڑھی اور جماعت کا مستقبل

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درج ذیل ولولہ انگیز فرمان پر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جو دنیا بھر میں غلبہ اسلام کی تکمیل اور جماعت احمدیہ کی مستقبل کی راہیں متعین کرنے والا نشان منزل ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
" ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائیگا۔ جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا صرف مکہ اور مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں۔ مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے رہے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔ اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اسمیں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں ایک آگ ہے، ایک جلن ہے، ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بیقرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کو ان کی ذلت کے مقام سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔
میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں --- یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔ اور میرے جسم کا ہر ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خرچ ہوگی ... "
(الفضل، 23 مارچ 1956ء، بحوالہ تاریخ احمدیت۔ ایضاً، ص

بلاشبہ حضرت فضل عمر مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام کی سربلندی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کی عظیم الشان جدوجہد سے عبارت ہے۔ تائید الہیٰ سے ہر آن معمور آپ کی برق رفتار اور اولوالعزم قیادت کا ہر پہلو وحی الہیٰ کے ہر لفظ کے سچا ہونے کی شہادت دے رہا ہے۔ لاریب، آپ کی مقدس حیات شاہد

ناطق ہے کہ " وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا " کی پیشگوئی آپ کی ذات میں بڑی شان سے پوری ہوئی ۔ فالحمد لله علی ذالک ۔ آج ہم سب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے مطابق مجسم دعا بن کر کہتے ہیں :

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
مِلت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

آمین ۔

" وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا "

برصغیر کے ممتاز دانشور ، صاحب طرز ادیب اور مورخ علامہ نیاز فتح پوری ، سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قرآنی معارف کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں :
" تفسیر کبیر کی جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے اور میں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہوں ۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا اپنا بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے ۔ آپ کی تبحر علمی ، آپ کی وسعت نظر ، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست ، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اس سے کیوں اس وقت تک بے خبر رہا ۔ کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا ۔ "
(روزنامہ الفضل ربوہ ۔ 17 نومبر 1963ء)

(بشکریہ احمدیہ گزٹ کینیڈا ۔ فروری 1999ء)

نصرتِ الٰہی

خُدا کے پاک لوگوں کو خُدا سے نُصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے
وُہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وُہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سَر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اِک طُوفان لاتی ہے
غرض رُکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالِق کے آگے خَلق کی کچھ پیش جاتی ہے

تبرکات

خدا تعالیٰ کے پیغام کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے عزیزو ! ... میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مضمون پر غور کریں اور سوچیں کہ دنیا میں کبھی بھی مذہبی تحریکیں صرف دنیوی ذرائع سے غالب نہیں ہوئیں ۔ مذہبی تحریکیں اصلاح نفس ، تبلیغ اور قربانی ہی کے ساتھ غالب آتی رہی ہیں ۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک جو نہیں ہوا ، وہ اب بھی نہیں ہوگا ۔ اور جس ذریعہ سے آج تک خداتعالیٰ کے پیغام دنیا میں پھیلتے رہے ہیں اسی طرح اب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا میں پھیلے گا ۔ پس اپنی جانوں پر رحم کرتے ہوئے ، اپنی اولادوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے خاندانوں اور اپنی قوموں پر رحم کرتے ہوئے ، اپنے ملک پر رحم کرتے ہوئے خداتعالیٰ کے پیغام کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے آپ کے لئے جلد سے جلد کھل جائیں اور اسلام کی ترقی پیچھے نہ پڑتی چلی جائے ۔ ابھی بہت کام ہے جو ہم نے کرنا ہے مگر اس کے لئے ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں کیونکہ خدائی ترقیات علاوہ معجزات کے دین کی اشاعت کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہیں آپ آئیں اور اس بوجھ کو ہمارے ساتھ مل کر اٹھائیں جس بوجھ کا اٹھانا اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے ۔ بے شک قربانی اور ایثار اور ملامت اور تعذیب ان سب چیزوں کا دیکھنا اس رستہ میں ضروری ہے مگر خداتعالیٰ کی راہ میں موت ہی حقیقی زندگی بخشتی ہے اور اس موت کو اختیار کئے بغیر کوئی شخص خداتعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا اور اس موت کو اختیار کئے بغیر اسلام بھی غالب نہیں ہوسکتا ۔ ہمت کریں اور موت کے اس پیالہ کو منہ سے لگالیں تاکہ ہماری اور آپ کی موت سے اسلام کو زندگی ملے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پھر تروتازہ ہو جائے ۔ اور اس موت کو قبول کرکے ہم بھی اپنے محبوب کی گود میں ابدی زندگی کا لطف اٹھائیں -اللھم آمین -

خاکسار
مرزا محمود احمد
امام جماعت احمدیہ
27 اکتوبر 1948ء

(منقول از احمدیت کا پیغام ۔ لندن : ایڈیشنل ناظر اشاعت و وکیل التصنیف ، ت ۔ ن ۔ صفحہ 37-38)

یاد محمود سیدنا مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ☆ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

محمود مجیب اصغر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکو"۔

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ قدرت ثانیہ کے مظہراول کے طور پر ظاہر ہوئے اور چھ سال تک آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو جاری رکھنے اور آگے چلانے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد زمام امامت ایک ایسے شخص کے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ نے تھما دی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موعود فرزند تھا، جس کے بارے میں پیش گوئی مصلح موعود (جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو سبز اشتہار کی شکل میں پہلی بار منصہ شہود پر آئی تھی) میں بتایا گیا تھا کہ اس کے وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت سے ترقیات وابستہ کر دی تھیں۔

خدا کی عجیب شان ہے وہ موعود خلیفہ پچیس سال کی عمر میں خلافت احمدیہ کے روحانی منصب پر سرفراز ہوا۔ اور جیسا کہ کہا گیا تھا "وہ جلد جلد بڑھے گا" اور باون سال تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوئے ہوئے بیج کی آبیاری کرتا رہا اور اسے ایک بلند و بالا اور اچھی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے مضبوط تنے والے درخت کی شکل میں (شجر احمدیت کو) پہنچا کر اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کا بویا ہوا تخم بڑھا اور پھولا اور بڑھتا اور پھولتا چلا گیا۔

جب ۲۵ سال کی کم عمری میں آپ منصب خلافت پر فائز ہوئے، تو اس وقت معاندین یہ یقین کر بیٹھے کہ اب یہ سلسلہ ضرور ختم ہو جائے گا اور اس پر طرہ یہ کہ ہوا کہ ایک مغرب زدہ طبقہ آپ کی خلافت کے آگے علم بغاوت بلند کرتے ہوئے خلافت کے عقیدہ سے ہی الگ ہو گیا۔ بظاہر ان حالات نے دشمن کے حوصلوں کو بلند کیا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ اب یہ سلسلہ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کے قوی ہاتھ نے جس طرح اس وجود کے بارہ میں اس کی پیدائش سے قبل عظیم بشارتیں دی تھیں اس وجود کے ذریعہ ایسے کام کروائے کہ ایک دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی۔

آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں لوگوں کا خیال تھا ان کی زندگی تک یہ سلسلہ ہے لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو پھر یہ سلسلہ قائم رہا پھر حضرت خلیفہ اولؓ کے متعلق لوگ کہنے لگے کہ وہ بڑے عالم ہیں ان پر سلسلہ کا دارومدار ہے مگر جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعد سلسلہ اور بھی بڑھا۔ اسی طرح ہمارے بعد بھی یہ سلسلہ بڑھتا جائے گا جب تک نظام قائم رہے گا اور جماعت میں اطاعت کا مادہ رہے گا لیکن جب لوگ نظام توڑ دیں تو پھر خدا کی سنت ہے کہ وہ برکتیں اٹھا لیتا ہے ہاں خدائی سلسلے آدمیوں پر نہیں ہوا کرتے وہ خدا کے منشاء کے ماتحت قائم ہوتے ہیں"۔

(الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء)

—○○—

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت نافلہ موعود خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۵ء کے جلسہ سالانہ پر "پیش گوئی مصلح موعود کا مصداق" کے عنوان سے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی تھی اس میں بڑے احسن رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مصلح موعودؓ کی ذات پر پیش گوئی مصلح موعود پوری شان کے ساتھ پوری ہونے کے سلسلہ میں وضاحت فرمائی تھی اور حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں غیر معمولی کاموں کا ایک مختصر جائزہ بھی پیش کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

☆ پیش گوئی مصلح موعود کی بنیادی صفت نور بتائی گئی ہے۔ باقی تمام خواص اس کے گرد گھومتے ہیں اور گذشتہ باون برس میں ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ انوار الٰہی بارش کی طرح حضورؓ کے مقدس وجود کے ذریعہ نازل ہوتے رہے........ خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ ہم سے رخصت ہونے والا ہمارا آقا اور محبوب واقعی الٰہی نوروں میں سے ایک نور تھا جو ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو ہمارے افق پر طلوع ہوا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی صبح کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق آسمان کی طرف اٹھایا گیا........۔

☆ پیش گوئی مصلح موعود میں دوسری اہم بات یہ بتائی گئی تھی کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا" یہ اس لئے کہ "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"۔ سو ہم میں سے ہزاروں اور لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچی متابعت کے فیض سے علم الٰہی کے عجیب و غریب نکات و معارف آپ پر کھلنے لگے اور

دقیق معارف ابر نیساں کے رنگ میں برسنے لگے۔ تفسیر کبیر اور دیگر کتب تفسیر میں آپ نے جو اچھوتے علوم و معارف بیان فرمائے وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہوئے ہیں جو یقیناً خارق عادت ہیں اور جن کا مقابلہ کسی کے لئے ممکن نہیں۔

☆ آپ کو اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو قوتیں بخشی گئی تھیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ کرنے کی جرات کرتا ....

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کی تفسیر کے طور پر جو تالیفات فرمائیں وہ کم و بیش آٹھ دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں اس کے علاوہ حضور نے روحانیت، اخلاق، سیرت اور سوانح، سیاسیات اور احمدیت کے مخصوص مسائل پر جو کتب و رسائل تحریر فرمائے ان کی میزان ۲۲۵ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔

☆ پھر کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم بھی ضروری تھے سو اس کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ فرمائی۔ چنانچہ:

○ انگریزی ترجمہ و تفسیر کے علاوہ

○ جرمن اور ڈچ زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کئے۔

○ ڈینش زبان میں سات پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔

○ مشرقی افریقہ کی سواحیلی زبان میں بھی ترجمہ مع تفسیر شائع ہو چکا ہے۔

○ لوگنڈی زبان میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہوا ہے۔

○ مغربی افریقہ کے لئے بھی پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

○ اس کے علاوہ فرانسیسی، ہسپانوی، اٹالین، روسی اور پرتگیزی زبانوں میں تراجم تیار ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔

○ انڈونیشین زبان میں بھی دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہو چکا ہے۔

○ پھر حضور نے دنیا بھر میں مساجد تعمیر کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ دنیا کے متعدد ممالک میں جن میں یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک شامل ہیں اس وقت تک ۲۸۹ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور متعدد دیگر ممالک میں مساجد زیر تعمیر ہیں۔

○ اس وقت تک جن ممالک میں احمدی مبلغین کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے ان کی مجموعی تعداد ۴۱ ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی مخلص احمدی جماعتیں موجود ہیں جو ہر رنگ میں روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں ....

○ پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" قرآنی محاورہ میں روح اس کلام الٰہی کو کہتے ہیں جو اخروی حیات کا سبب اور ذریعہ ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ یہ مرتبہ عالیہ بھی حضرت مصلح موعودؓ کو حاصل ہوا چنانچہ سرسری تحقیق سے جو علم حاصل ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے رویائے صالحہ اور کشوف کی مجموعی تعداد کم و بیش پانچ صد ہے اور الہامات کی تعداد ۸۸ ہے۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق فرمایا تھا "وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا" مرد مومن کا عزم توکل کی بنیادوں پر بلند ہوتا ہے اور خدا شاہد ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ ہمارا محبوب توکل کے بھی بلند مقام پر فائز تھا۔ نامساعد حالات میں بھی ایسی خوش حالی کے دن گزرے کہ گویا ان کے پاس ہزارہا خزائن موجود ہیں۔ تنگی کی حالت میں بھی بکمال کشادہ دلی سے اپنے مولا کریم پر بھروسہ رکھا۔ ایثار آپ کا مشرب تھا اور خدمت خلق آپ کی عادت تھی۔ ہزارہا غرباء کو سہارا دیا۔ یتیموں کی پرورش کی بے سہارا طلباء کو تعلیم دلوائی یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر سارا جہان بھی آپ کا عیال ہوتا تب بھی آپ کے دل میں کوئی انقباض پیدا نہ ہوتا۔ خدا خود آپ کے کاموں کا کارساز اور آپ کا متولی تھا ....

○ پھر خدا نے فرمایا تھا "وہ دل کا حلیم ہوگا" یعنی وہ صفات باری کا مظہر ہوگا اور تمام صفات حسنہ سے متصف ہوگا اور ہم میں سے ہزاروں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارا آقا اور محبوب مصلح موعود اسی زمرہ ابرار میں شامل تھا۔

(بحوالہ الفضل ربوہ، ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء)

—○○—

○ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات اور آپ کے دور خلافت پر غور اور تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاموں کے لحاظ سے آپ کی رفتار بجلی کی طرح تھی اور آپ ساری عمر تحریک پر تحریک جاری فرماتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر جہت سے کامیاب و کامران فرمایا۔ اپنے کاموں کی رفتار کے بارہ میں آپ نے خود ایک مرتبہ کیا خوب فرمایا ؎

میں تیز قدم ہوں کاموں میں
بجلی ہے میری رفتار نہیں

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک نہایت ہی اہم کام جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل ہے آپ نے صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کو قائم فرمایا اور انجمن کے کاموں کو معین فرمایا اور اس کی حیثیت کو واضح فرمایا۔ دور دراز ممالک میں اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے لئے آپ نے تحریک جدید انجمن احمدیہ کا قیام فرمایا اور پھر جو کمی رہ گئی تھی اور برصغیر پاک و ہند کے دیہاتی علاقوں میں تعلیم و تربیت کے لئے وقف جدید انجمن احمدیہ کو قائم فرمایا۔ اس طرح صدر انجمن احمدیہ کو Supplement کرنے کے لئے تحریک جدید اور وقف جدید کی انجمنیں قائم فرمائیں اس کے علاوہ آپ

نے لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ کے نام سے ذیلی تنظیمیں قائم فرمائیں اور ان کے دائرہ کار کو متعین فرمایا۔ یہ سب ادارے خلیفہ وقت کی تحریکات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائم کئے گئے۔

جماعتوں میں حضرت مصلح موعودؓ نے امارت کا نظام جاری فرمایا اور امیر کو جماعتوں یا متعلقہ ضلع یا صوبہ یا ملک کے مقامی امور کے لئے اپنا نائب قرار دیا۔ اس طرح آپ نے نظام جماعت کو ایسا مستحکم فرمایا کہ ان کو ایسا لائحہ عمل دیا کہ اس پر عمل پیرا ہو کر سارا نظام اور ساری جماعت خود بخود ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی چلی گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ نظام جماعت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اول خلیفہ وقت (حضرت مسیح موعودؑ کی نیابت میں نظام **جماعت کا واجب الاطاعت امام جو خدا کی طرف سے کھڑا کیا جاتا ہے**)۔ دوئم جماعت احمدیہ یعنی افراد جماعت۔ سوئم انتظامی ادارے اور شعبہ جات۔

○ خلیفہ وقت کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار ان الفاظ میں وضاحت فرمائی

"تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا"۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم)

○ حضرت مصلح موعودؓ کی جماعت احمدیہ کے درد اور ان کی ترقی کے لئے راتوں کو جو کیفیت ہوتی تھی اس کا نقشہ اپنے منظوم کلام میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے آپ کی بیماری کے دوران "تحریک دعائے خاص" کے عنوان سے ان الفاظ میں کھینچا

قوم احمد جاگ تو بھی جاگ اس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد میں سویا نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر فرمایا:

"جب بھی مخالفین نے ہم پر حملہ کیا اور دنیا نے یہ سمجھا کہ اب جماعت کا بچنا مشکل ہے۔ تو اس وقت دشمن کے چلائے ہوئے سب تیر اپنے سینے پر اس نے سہے۔ ہم راتوں کو آرام کی نیند سوتے تھے کیونکہ ہمیں علم ہوتا تھا کہ ایک دل ہے جو ہمارے لئے تڑپ رہا ہے اور جو اپنے مولا کے حضور راتوں کو جاگ جاگ کر بڑی عاجزی سے یہ عرض کر رہا ہے کہ اے میرے خدا یہ تیرے مسیح کا لگایا ہوا پودا ہے یہ بے شک کمزور ہے لیکن اسی کے ذریعہ تیرے محمدؐ کا نام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہا ہے اگر یہ پودا برباد ہو گیا تو الٰہی تیرے محمدؐ کا نام دنیا میں کیسے بلند ہوگا"۔

(خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء)

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام جماعت کو قائم رکھنے اور چلانے کی پوری ذمہ داری خلیفہ وقت پر ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت جماعت کے مخلصانہ مشوروں کو Encourage کرتے ہیں اور شوریٰ کی شکل میں خلیفہ وقت بعض اہم امور پر جماعت کے منتخب نمائندوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ چنانچہ مشاورت کا نظام بھی حضرت مصلح موعودؓ نے ہی جماعت احمدیہ میں جاری فرمایا۔

○ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس قدر کام کئے کہ انسانی ذہن اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نظام جماعت کو آپ نے اس قدر مستحکم کیا اور اس پر عمل کرنے کی بار بار یاد دہانی کروائی کہ جماعت کے اندر وہ نظام رچ بس گیا۔

○ آئندہ خطرات کے پیش نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آئندہ انتخاب خلافت کے لئے ایسے قواعد و ضوابط مرتب فرمائے کہ ان پر عمل کرنے کے نتیجہ میں کسی قسم کے فتنہ کی گنجائش نہ رہی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر اس قدر یقین تھا کہ جو طریق آئندہ خلافت کے انتخاب کے لئے آپ نے تجویز فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

"جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق ..... جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں ...... کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا کیونکہ ایسا خلیفہ اس لئے کھڑا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کو پورا کرے کہ خلافت اسلامیہ ہمیشہ قائم رہے .... پس میں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ ...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی"۔

(خطاب جلسہ سالانہ، ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء، بحوالہ خلافت اسلامیہ صفحہ ۱۷، ۱۸)

غرض حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہر لحاظ سے کامل اور غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے آپ کا وجود شعائر اللہ میں سے تھا اور اتنی بڑی کامیابی ہر ایک کے مقدر میں نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے درجات اپنے قرب میں بڑھاتا چلا جائے اور آپ کی ازواج، اولاد، خاندان اور کل عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کو نسلاً بعد نسلٍ اپنے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا چلا جائے۔ اللھم آمین۔

حضرت مصلح موعود کی مجلس عرفان

سیدنا حضرت مصلح موعود نے موصولہ ڈاک پر جو ارشادات فرمائے ان کا ایک حصہ مکرم عبدالرحمان انور صاحب پرائیویٹ سیکرٹری نے مرتب کیا جو ارشادات عالیہ کے نام سے ماہنامہ خالد 65ء کے مختلف شماروں میں شائع ہوا۔ ان پر معارف ارشادات کا ایک انتخاب دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

ایک مخلص خاندان کی عورت نے مشرقی افریقہ سے دریافت کیا کہ ان دنوں موٹر کے حادثہ کی وجہ سے خاوند کی ٹانگیں بیکار ہو گئی ہیں۔ سخت پریشانی کی حالت ہے۔ قرآن کریم کا کوئی حصہ تجویز فرمادیں تاکہ خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اسے پڑھتی رہوں۔ حضور نے فرمایا:۔

"قرآن کریم سارا برکت والا ہے جہاں سے چاہیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الابذکراللہ تطمئن القلوب خدا کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے لکھا کہ میرا اپنا ارادہ ایم بی بی ایس کرنے کا ہے۔ میں نے یونیورسٹی کورس لیا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن والدین کہتے ہیں کہ B.A ضرور کروں۔ حضور رہنمائی فرماویں۔ حضور نے فرمایا:۔

"جس امتحان میں فیل ہوئے ہیں وہی محنت سے دوبارہ دیں۔ نئے سرے سے نئی پڑھائی مشکل ہوگی۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ میرا دایاں بازو کہنی سے کاٹ دیا گیا ہے' بازو سے خون نکل رہا ہے اور ایک دوست اس کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑ رہا ہے مگر وہ ہاتھ پہلے کی طرح کام نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا:۔

"یہ منذر خواب ہے۔ بازو خواب میں بیٹا ہوتا ہے۔ صدقہ دیں۔ دعا' استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ خواب کے منذر پہلو کو دور فرمائے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور خوش و خرم ہیں' حضور نے میرا حال پوچھا ہے اور پھر از خود فرمایا۔ "ان لڑکوں کو منع کر دو گرد نہ اڑائیں۔" حضور نے اس کی تعبیر میں فرمایا:۔

"جن لڑکوں کے متعلق خواب میں کہا ہے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھیں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس کو اطلاع دی گئی ہے کہ اس کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ ابا جان وفات سے پہلے یہ وصیت کر گئے ہیں کہ ان کو قائداعظم کے مزار میں دفن کرنا۔ جب ہم پولیس سے اجازت لے کر ان کو وہاں دفن کرنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ قائداعظم نے قبر سے اٹھ کر ایک مسجد میں نماز پڑھی ہے اور وہ پھر واپس آکر اپنی قبر میں لیٹ گئے ہیں۔ پھر اپنے والد صاحب کو دیکھا کہ وہ زندہ ہیں جس پر ہم نے کہا کہ زندہ کو کیسے دفن کریں تو والد صاحب نے خود ہی کہا کہ بس جلد دفن کرو۔ حضور نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ:۔

"انشاء اللہ آپ کے والد کی عمر لمبی ہوگی اور ان کو کوئی قومی خدمت کرنے کا موقع ملے گا۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے غانا مغربی افریقہ سے لکھا کہ بعض دفعہ میری دائیں آنکھ آہستہ سے کانپتی ہے تو یہ کسی اچھی چیز کی نشانی ہوتی ہے اور بائیں آنکھ کانپے تو برا نتیجہ نکلتا ہے۔ دعا فرمائیں کہ یہ تکلیف دور ہو۔ حضور نے فرمایا:۔

"یہ محض وہم ہے۔ آنکھ کا کانپنا اعصابی کمزوری سے ہوتا ہے۔"

(خالد مارچ 65ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بھارت سے ایک دوست نے لکھا کہ اچانک قرضہ سے دب گیا ہوں۔ سخت پریشان ہوں۔ عیالداری بھی ہے کوئی وظیفہ بتائیں جس سے مشکلات دور ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ قرض سے نجات عطا فرمائے۔ قرض سے بچنے کے لئے اللھم انی اعوذبک من غلبۃ الدین بکثرت پڑھا کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شکاگو' امریکہ سے ایک دوست نے لکھا کہ کچھ عرصہ پہلے میں یہ دعا اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم بار بار پڑھتا تھا اور عبادت میں ایک خاص سرور پاتا تھا۔ مگر اب اعصابی تکلیف کی وجہ سے لذت میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کوئی آزمائش نہ آئے۔ اس وجہ سے طبیعت بہت فکر مند ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ کے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ رہنمائی فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ اپنے وجود کو اپنے محبت کرنے والوں پر کسی نہ کسی طرح خود ظاہر کرتا ہے۔ آپ ہر روز دعا کر کے سویا کریں اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کریں کہ وہ آپ کے دل کو اطمینان اور تسلی عطا کرے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک نوجوان نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ ایک شادی شدہ عورت کی شکل پر فریفتہ ہو چکا ہوں۔ میرا ارادہ اس کے متعلق برا نہیں۔ نہ ہی کسی کے حق پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ محض شوق دید غالب ہے کہ اسے دیکھتا رہوں۔ اس برے خیال سے نجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"لاحول پڑھا کریں اور استغفار کثرت سے کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک احمدی نوجوان نے لکھا کہ آبائی پیشہ میرا زراعت ہے۔ میں اس وقت ملازمت کر رہا ہوں۔ لیکن ملازمت کی طرف میرا طبعی رجحان نہیں ہے۔ کوئی اور ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"اگر کوئی اور کام مل جائے تو بے شک ملازمت چھوڑ دیں۔ یونہی نہ چھوڑیں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے لکھا کہ پٹوار کا امتحان پاس کیا ہوا ہے لیکن ملازمت نہیں مل رہی۔ کچھ قرض

لے کر دکانداری کرنا چاہتا ہوں مشورہ عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"اگر تجارت کی طرف رغبت ہے تو ضرور تجارت کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک نوجوان طالب علم نے لکھا کہ میں میڈیکل کالج کے لئے منتخب نہیں ہو سکا۔ میرا ارادہ قانون کا امتحان پاس کرنے کا بھی ہے۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں تاکہ میں احمدیت کی بھی خدمت کرسکوں۔ حضور نے فرمایا:۔

"لاءکرلیں یا کوئی اور لائن جو پسند ہو اختیار کر لیں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک بہن نے حیدر آباد دکن سے لکھا کہ اس نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ہر احمدی تین سال کے بعد بھی سینما نہ دیکھے۔ اس بارہ میں اب کیا ہدایت ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"ٹھیک ہے۔ سینما دیکھنا میں نے منع کیا ہوا ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک غیر احمدی عورت نے جسے احمدیت سے انس ہے۔ حضور کی خدمت میں رہنمائی کے لئے لکھا کہ وہ ایک سال سے زیادہ پریشان ہے حضور رہنمائی فرمائیں کہ تعویذ کیا چیز ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے تاکہ اسے اس کی گئی ہوئی نوکری مل جائے۔ حضور نے فرمایا:۔

"تعویذ کرنا شرک ہے۔ اصل چیز دعا ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں 24۔ ستمبر 1914ء میں ایک احمدی دوست نے لکھا کہ مجھ پر بعض دفعہ سخت پریشانی کا دور آجاتا ہے۔ اندیشہ ہے کہ کسی نے تعویذ وغیرہ نہ کرا دیا ہو۔ حضور کوئی دعا وغیرہ تحریر فرمائیں تاکہ ان حوادث سے نجات ہو۔ حضور نے ان کے خط پر تحریر فرمایا:۔

"سوتے وقت آیت الکرسی، قل ھواللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس تین تین دفعہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک کر اپنے بدن پر مل لیا کریں۔ پہلے اگلے حصہ پر پھر پچھلے حصہ پر جہاں تک ہاتھ پہنچے۔ اس کے بعد اللّٰھم انی اسلمت نفسی الیک و وجھت وجھی الیک وفوضت امری الیک پڑھیں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک غیر احمدی صاحب نے 52ء میں لکھا کہ مجھے احمدیت سچی معلوم ہوتی ہے لیکن ڈر ہے کہ احمدی ہونے پر سب رشتہ دار چھوٹ جائیں گے۔ اس لئے میرے کاروبار کے لئے کچھ انتظام کر دیں تاکہ میں احمدیت کا اعلان کر دوں۔ حضور نے فرمایا:۔

"احمدیت پیسے نہیں دیتی، قربانی چاہتی ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک احمدی دوست نے 50ء میں حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ انہوں نے ایک شخص کی بیعت بھجوائی تھی لیکن دفتر نے باوجود ان کی ذاتی تصدیق کے پھر جماعت کے عہدیداران سے تصدیق کرنے میں دیر کردی۔ یہ طریق نئے بیعت کرنے والے کی دل شکنی کا موجب اور ابتلا کا باعث بھی ہو سکتا ہے لہٰذا اس طریق میں سہولت پیدا کی جائے۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

"ان کو جواب دیں کہ جب کوئی بیعت کرتا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ احمدی ہوتا ہے۔ اگر وہ سچا ہو پھر اسے کیا گھبراہٹ۔ لیکن ہمارا فرض بوجہ عالم الغیب نہ ہونے کے تحقیق کرنا ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے دریافت کیا کہ کشمیر میں رواج ہے کہ لڑکی والے لڑکے والوں کے لئے برات کی دعوت کے لئے کچھ سامان خورونوش لیتے ہیں۔ کیا ایسا سامان لے کر برات کی دعوت کرنا جائز ہے؟ یا لڑکی والے اپنے گھر سے ہی برات کے لئے پکایا کریں؟ حضور نے فرمایا:۔

"(یہ رواج) ناجائز ہے۔"

نیز انہوں نے دریافت کیا کہ کشمیر میں نکاح کے موقعہ پر لڑکی کے والدین مہر کی رقم نقد وصول کرتے ہیں خواہ لڑکے والے قرض لے کر ہی دیں۔ پھر یہ بھی قابل دریافت امر ہے کہ مہر کی رقم والدین وصول کرسکتے ہیں یا لڑکی کو ہی دیا جاوے؟ حضور نے فرمایا:۔

"مہر لڑکی چاہے تو نکاح پر لے سکتی ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہے اور کوڑا کرکٹ بہائے لے جارہا ہے۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"خواب اچھی ہے۔ پانی قرآن ہے۔ جس کی وجہ سے تمام برائیاں دور ہوتی ہیں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک عورت نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ وہ احمدیت کے متعلق مطالعہ کر رہی ہے۔ تمام شبہات ختم ہو چکے ہیں صرف ایک شبہ باقی ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سینے سے نکلنے والے تیز نور میں کلمہ توحید لکھا ہے تب خواب میں میں نے کپڑے سے اپنے سینے کو ڈھانپ لیا۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے سچائی آپ پر کھول دی ہے۔"

ایک معزز احمدی دوست ایک اعلیٰ عہدہ سے ریٹائر ہونے والے تھے، انہوں نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ وہ عنقریب ریٹائر ہو رہے ہیں۔ پنشن تو ملے گی لیکن ان کا ارادہ فارغ رہنے کا نہیں ہے کسی اور جگہ سروس یا تجارت کا خیال ہے۔ حضور رہنمائی فرمائیں۔ نیز لکھا کہ حضور سے مشورہ لینے کی محرک ان کی ایک خواب ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ خواب میں کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ کے امام کی صحت آج کل اچھی نہیں پھر بھی مخلصین اپنے امام کے مشورہ سے ہی کام کرتے ہیں۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"اگر تجارت کا تجربہ ہے تو بے شک کرلیں ورنہ ملازمت ٹھیک رہے گی۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک احمدی دوست نے لکھا کہ میں اور میرے ایک دوست اکٹھے دفتر میں کام کرتے ہیں۔ ایک موقعہ پر مذاق مذاق میں میرے دوست ناراض ہو گئے ہیں۔ میں نے ان سے الحاح کے ساتھ کئی مرتبہ معافی مانگی ہے لیکن وہ راضی نہیں ہو رہے ہیں۔ حضور مجھے ان سے معافی دلا دیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"آپ ان کو بتادیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین دن سے زیادہ دل میں ناراضگی رکھنے سے منع فرمایا ہوا ہے۔"

چنانچہ انہوں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اور ان کی بعد کی اطلاع یہ موصول ہوئی کہ وہ حضور کا ارشاد موصول ہوتے ہی ان سے راضی ہو گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد مرحوم نے انگور کی ایک پیٹی بھیجی ہے اس میں ایک چوہا سوراخ کرکے داخل ہو گیا ہے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں تعبیر کے لئے لکھا۔ حضور نے فرمایا:۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"چوہے سے مراد منافق ہے۔ دعا، استغفار کریں۔ صدقہ بھی بھیج دیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک نوجوان احمدی دوست نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ کچھ عرصہ ہوا انہوں نے خواب دیکھا تھا جو بالکل ٹھیک طور پر پورا ہوا۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ ان کے خواب پورے ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا:۔

"یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ وہ جس کو چاہے وقت سے قبل بات بتا دے۔ اس میں عمر کا کوئی سوال نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے لکھا کہ دل پریشان رہتا ہے۔ ایسی دعا بتلائیں جس سے دل اطمینان حاصل کرے۔ حضور نے فرمایا:۔

"قرآن کریم کثرت سے پڑھا کریں۔ استغفار بھی کیا کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھا کہ ان کے چھوٹے بچے کو کسی نے ہوے کا نام لے کر سخت ڈرا دیا ہے اب وہ رات کو بھی ڈر کر اٹھ بیٹھتا ہے۔ کوئی تعویذ وغیرہ بتا دیں تاکہ وہ نہ ڈرے۔ حضور نے فرمایا:۔ "دعا کروں گا۔ تعویذ لغو ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک محترم بزرگ نے عرصہ ہوا خواب دیکھی کہ ان کا اوپر کا سامنے کا ایک دانت ہلتا ہے۔ انہوں نے اسے انگلی سے پکڑ کر ہلایا تو وہ اکھڑ گیا۔ انہوں نے اس خواب سے فکر کا اظہار کیا جس پر حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"اگر دانت زمین پر گر نہیں گیا اور صاف تھا، سڑا ہوا نہ تھا تو خواب بری نہیں۔"

(خالد اگست 65ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک بزرگ رفیق مسیح موعود نے خواب میں دیکھا کہ قادیان میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی میں فرش پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے اور فرش پر مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب اور مکرم مرزا عبدالحق صاحب کھانا کھا رہے ہیں۔ میرے بیٹے نصر اللہ یا ظفر اللہ کو بھی کھانے میں شامل کیا گیا ہے۔ کھانے میں پراٹھے اور آم کا لذیذ مربہ ہے۔ حضور نے تعبیر کے طور پر فرمایا کہ:۔

"نصر اللہ اور ظفر اللہ دونوں نام اچھے ہیں۔ انشاء اللہ تائید الٰہی پاکستان کے ساتھ ہوگی۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے اپنی یہ خواب حضور کی خدمت میں لکھی کہ وہ خواب میں اپنے ایک دوست کے بیمار لڑکے کی بیمار پرسی کو گیا ہے اور ایک نسخہ لکھا۔ اس میں کچھ دعائیں لکھیں اور لکھا کہ اگر یہ دعائیں لڑکا نہ پڑھ سکے تو والدین ان کو پڑھ کر بچے پر دم کریں انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ نسخہ میں یہ دعائیں لکھی ہیں کہ آیۃ الکرسی، تینوں قل اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے جسم پر پھونک ماریں۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"ٹھیک ہے یہ دعائیں کثرت سے پڑھا کریں۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک بچے نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ دعا کریں میرا قد بڑھ جائے لوگ مجھے مخول کرتے ہیں اور طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارا قد حضرت صاحب کی دعا سے کیوں نہیں بڑھتا۔ حضور نے فرمایا:۔

"قد ساری عمر میں بڑھتا ہے (مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں)۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ حضور نیزہ بازی کے میدان میں ہیں۔ جو گھوڑا حضور کی سواری کے لئے تیار ہے وہ بہت تیز ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ حضور کو گرا نہ دے لیکن حضور اس گھوڑے پر بڑے اطمینان سے سوار ہیں۔ ایک سفید ڈورا جو موم بتی کی طرح ہے، وہ اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہے۔ حضور نے اس کو نیزے کی انی سے چھید دیا ہے۔ میں خواب میں ہی سمجھتا ہوں کہ سفید ڈورے سے مراد عیسائیت ہے۔ حضور نے اسے تین دفعہ چھیدا ہے۔

حضور نے ان کی اس خواب اور تعبیر کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ "ٹھیک ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک مخلص رفیق مسیح موعود نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎

حافظا ظاہر مکن اسرار رب العالمین

پھر ایک تولیہ دیکھا جس کو میں نے درمیان سے کاٹ دیا ہے اور اس پر میں افسوس کرتا ہوں۔

حضور نے تعبیر میں فرمایا۔ "مخالفت کی طرف اشارہ ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک نوجوان نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ میں نے یتیمی کی حالت میں اپنے چچاؤں کے ہاں پرورش پائی ہے۔ اب میں جوان ہوں۔ میرے ایک چچا نے مجھے رشتہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک اور احمدی دوست بھی رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں میں کس کو ترجیح دوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"دونوں میں سے جو پسند ہو۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کی شادی ایک غریب گھرانے میں ہوئی ہے۔ جہیز میں تین بکس ملے ہیں۔ ایک سالے کا نام نورالدین ہے، دوسرے کا یوسف۔ تعبیر میں حضور نے فرمایا۔

"بھائیوں کے نام اچھے ہیں۔ مبارک خواب ہے۔"

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ایک سفید مرغی کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا ہے۔ جب اسے ذبح کرنے کے لئے چھری کو ہاتھ میں پکڑا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ہمارا چھوٹا بچہ کھڑا ہے۔ بہرحال اسے اپنا بیٹا سمجھتے ہوئے بھی ذبح کر دیا۔ بوقت ذبح خون کی دھار نکلی۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"بچے کو وقف کرنے کی طرف اشارہ ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک شخص نے اپنی یہ خواب حضور کی خدمت میں لکھی کہ وہ اپنے پانچ سالہ بچے کو بطور صدقہ ذبح کر رہا ہے پھر اس کی کھال کو سی کر چارپائی پر لٹا دیا ہے اور اس کے گوشت کو کاٹ کاٹ کر برتنوں میں ڈالا ہوا ہے۔ حضرت نے تعبیر میں فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ بچے کو ذبح کرنے سے مراد قوم یا دین کے لئے وقف کرنا ہوتا ہے۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس کی لڑکی جس کی عمر 9 سال ہے، اس کے پاس اس کا اپنا بچہ جو دو اڑھائی سال کی عمر کا ہے وہ ہے اور بچی حاملہ ہے اور بہت تکلیف محسوس کر رہی ہے۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"اچھی خواب ہے۔ کوئی بظاہر ناممکن کام ہو جائے گا۔"

(خالد نومبر 65ء)

بیعت کرنیوالوں کیلئے ہدایات

(تقریر حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی فرمودہ ۲ مئی ۱۹۲۱ء)

۲ مئی بعد نماز مغرب ایک صاحب جوناگڑھ (گجرات کاٹھیاواڑ) کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بیعت کے لئے پیش ہوئے چونکہ ان کو دارالامان (قادیان) آئے ہوئے دو تین دن ہی ہوئے تھے اور ایک ایسے علاقہ سے آئے تھے جہاں احمدیت کے متعلق واقفیت رکھنے والے بہت کم لوگ ہیں اس لئے حضور نے بیعت لینے سے قبل انہیں مخاطب کرکے ایک تقریر فرمائی جو اندھیرے میں جس قدر ضبط کی جاسکی درج ذیل کی جاتی ہے۔ احباب اس سے جہاں خود فائدہ اُٹھائیں وہاں غیر احمدیوں میں بھی اس کی اشاعت کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ سلسلہ احمدیہ میں کس طرح اور کن لوگوں کو داخل کیا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

بیعت کا معاملہ چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اس لئے قبل اس کے کہ آپ بیعت کریں مَیں چند باتیں آپ کو سُنانا چاہتا ہوں۔

سمجھ کر بیعت نہ کرنے کا نقصان

اگر آپ اس وقت پوری تحقیق کرکے سلسلہ میں داخل نہ ہوئے اور اچھی طرح سمجھ کر بیعت نہ کی تو ممکن ہے جب آپ مخالفین کی باتیں سنیں تو اپنے اقرار پر قائم نہ رہ سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کے دل پر ایک زنگ لگ جائیگا۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے تو اس لئے کہ آپ نے جلد بازی سے کام لیا اور پوری تحقیق کئے بغیر اس کو اختیار کرلیا اور اگر سچا ہے تو اس لئے کہ سچے راستہ کو چھوڑ کر بھٹک گئے اور راستی سے دُور ہوگئے۔

احمدیت میں داخل کرنے کی غرض

ہمارا یہ طریق نہیں ہے کہ لوگوں کو یونہی سلسلہ میں داخل کرلیں بلکہ ہماری غرض لوگوں میں تقویٰ طہارت پیدا کرنا اور انہیں بُرائیوں اور فواحش سے بچاکر اسلام پر قائم کرنا ہے اس لئے ہم ہر ایک کو یہی کہتے ہیں کہ وہ پہلے تحقیقات کرے اور اچھی طرح سمجھ لے پھر احمدیت کو قبول کرے اس میں جلد بازی نہ کرے کیونکہ اگر وہ جلد بازی سے قبول کرتا ہے اور پھر ٹھوکر کھاکر سلسلہ سے علیحدہ ہوتا ہے تو ایک ایسا آدمی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا جس کے آنے کی پہلے تو توقع کی جاسکتی تھی لیکن اب اس کا آنا اگر محال نہیں تو پہلے کی نسبت بہت زیادہ مشکل ضرور ہوگیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ درخت پر جب کچا پھل لگا ہو تو اُمید کی جاسکتی ہے کہ پکے گا اور پک کر ہاتھ میں آئے گا لیکن اگر کچے کو ہی توڑ لیا جائے تو پھر وہ نہیں پک سکے گا۔

ساری دنیا ہمارے لئے باغ ہے

چونکہ ہم ساری دُنیا کو سمجھتے ہیں کہ ہمارے لئے باغ ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی پھل کچا توڑیں۔ ہم چور کی طرح نہیں کہتے کہ چلو پکّا نہ سہی تو کچّا ہی سہی کیونکہ خدا نے دنیا کو ہمارے لئے ہی بنایا ہے اگر آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں۔ یا سال، دو سال یا دس بیس سال حتّٰی کہ ہزار دو ہزار سال تک آخر دنیا کو اسی سلسلہ میں داخل ہونا پڑے گا اور اسی کے قدموں میں گرےگی جسے خدا تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس ہم نہیں چاہتے کہ کوئی کچا پھل توڑ لیں اس لئے ہر ایک اس شخص کو جو سلسلہ میں داخل ہونا چاہے کہتے ہیں کہ وہ خوب سمجھ سوچ لے۔ ہاں جب اسے سمجھ آجائے تو پھر یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ایک منٹ کی بھی دیر لگائے کیونکہ کیا معلوم کب جان نکل جائے۔

یہ پہلی نصیحت ہے جو مَیں آپ کو کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد مَیں خلاصۃً سلسلہ کی تعلیم سناتا ہوں آپ دیکھیں کہ آیا یہی باتیں آپ نے سمجھی ہیں یا ان میں کچھ کمی ہے اور آپ کو مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۔

رسولِ کریمؐ آخری نبی ہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کیا بلحاظ اس کے کہ آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن کریم) کے بعد کوئی کتاب نہیں اور کیا بلحاظ اس کے آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں لیکن اسی سے ہم ایک اور نتیجہ پر پہنچے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ رکھنے کے لئے ہوتی ہے اس میں اگر کوئی نقص پیدا ہو جائے تو اس کی فوراً اصلاح کی جاتی ہے۔ مثلاً وہ کپڑا جو کئی سال پہننا ہو اس میں اگر سوراخ ہو جائے تو فوراً رفو کرایا جاتا ہے لیکن جو کپڑا اُتار کر کسی کو دے دینا ہو اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ پس چونکہ یہ شریعت آخری شریعت ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جب اس میں کوئی رخنہ پڑے فوراً خدا تعالیٰ اس کی طرف توجہ کرے کیونکہ اس شریعت نے قیامت تک چلنا ہے۔ اگر بدل جانا ہوتا تو پھر ایسی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ یہ دین، یہ کتاب اور یہ رسول ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس کے متعلق جو کمزوریاں پیدا ہو جائیں ان کا دُور کرنا ضروری ہے۔ اس کے ماتحت ہمارا یقین ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیشہ ایسے وقت کہ جب دین میں فتنہ برپا ہو ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو اس کی اصلاح کریں گے۔

رسول کریمؐ کے غلام کی شان

اس کے ساتھ ہی ہم یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درجۂ عظمت اور عرفان میں سب انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے آپؐ کے شاگردوں اور غلاموں میں سے جو لوگ دین کی اصلاح کے لئے کھڑے ہونگے وہ پہلے انبیاء کی اُمتوں میں سے کھڑے ہونیوالوں سے بڑھ کر ہونگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ خدا ان سے کلام کرتا تھا اس اُمت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔★ اس سے معلوم ہؤا کہ پہلے انبیاء کے ذریعے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور جب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات گذشتہ تمام انبیاء کے کمالات سے بڑھ کر ہیں تو اسی وجہ سے ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء کی اُمتوں میں جو ایسے لوگ پیدا ہوئے جن سے خدا تعالیٰ کلام کرتا تھا وہ محدّث تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نبی بھی ہؤا جو اُمتی ہو کر نبی تھا

★ بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن الخطاب

وہ نبیوں میں جاکر ان کی صف میں کھڑا ہوگا اور بعض سے اپنی شان میں بڑھ کر بھی ہوگا مگر پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہی ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کالج کا ایک لڑکا چھوٹے مدارس کا خواہ ممتحن مقرر ہو جائے لیکن جب کالج میں آئے گا بحیثیت ایک شاگرد کے ہی ہوگا۔

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے کہ آپ کی شاگردی میں ایک انسان وہ درجہ حاصل کرسکتا ہے کہ بعض دوسرے انبیاء سے بڑھ سکتا ہے اس کی مثال چاند کی ہے جس کے سامنے تارے ماند ہو جاتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال سورج کی ہے کہ آپ کے سامنے چاند بھی ماند ہے۔

رسول کریمؐ کی اُمت میں نبی

پس ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نبی ہوسکتے ہیں اور اس زمانہ میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایمان دُنیا سے اُٹھ جائے گا اور علماء بدترین مخلوق ہو جائیں گے* میری اُمت یہودیوں کے قدم بقدم چلے گی یہاں تک کہ اگر یہودیوں میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو ان میں بھی ایسے ہونگے** اس وقت ان کی اصلاح کے لئے مسیح نازل ہوگا۔ اس کے لئے آپ نے نزول کا لفظ رکھا جو احترام اور عزت کے طور پر آتا ہے اور ہمارا یقین ہے کہ وہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو اسی گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہ اس درجہ پر فائز تھے جو نبوت کا درجہ ہے چنانچہ آپ نے بتایا ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کی خبر دی گئی تھی اور میں ہی وہ مہدی ہوں جس کے آنے کی اطلاع دی گئی ہے میں ہی وہ کرشن اور زرتشت ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵، ۸۶، رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲)

مسیح موعودؑ کے مختلف نام

بات دراصل یہ ہے کہ وہ سب قومیں جن میں نبی آئے ان کو بتایا گیا کہ آخری زمانہ میں تم میں ایک نبی آئے گا اور ہر قوم نے اس کا الگ الگ نام رکھا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے جس کے مختلف قوموں اور مذہبوں نے مختلف نام رکھے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ سب قوموں میں جو زمانہ موعود نبی کے آنے کا بتایا گیا ہے وہ ایک ہی ہے۔ پھر جو آثار بتائے گئے ہیں وہ بھی قریباً ملتے جلتے ہیں اور یہ آثار اس زمانہ میں پورے ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ممکن نہیں کہ سینکڑوں سال کی خبریں جو پوری ہو رہی ہیں اور جو خدا کے سچے اور پیارے بندوں نے دی ہیں ان کے مطابق آنے والے ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ فلاں زمانہ میں مسیح آئے گا اور یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اس زمانہ میں کرشن آئے گا، یہ بھی خدا کی طرف سے بتایا گیا ہو کہ اسی زمانہ میں زرتشت آئیگا اور یہ سب علیحدہ علیحدہ وجود ہوں جو آکر ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں۔ بات یہی ہے کہ مختلف زبانوں میں یہ مختلف نام ہیں اور آدمی ایک ہی ہے۔ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے کمال کے جامع تھے اس لئے آپ کے بروز میں بھی سب کمال پائے جائیں گے اسی وجہ سے اس کی آمد کے متعلق سب نبی یہی کہتے رہے کہ میں ہی آؤں گا گویا میرے کمال اس آنے والے میں ہونگے یہ سب کمال مسیح موعودؑ میں پائے گئے۔ چنانچہ آپ نے دعویٰ کیا کہ میں مہدی ہوں، میں مسیح ہوں۔ میں

---

* مشکوٰۃ کتاب العلم ** ترمذی ابواب الایمان باب اِفتراق ھٰذِہِ الاُمّۃ

کرشن ہوں، مَیں زرتشت ہوں۔ پس ہمارا ایمان اور یقین یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ تمام کمالات کے جامع تھے اس لئے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس تھے اور یہ صاف بات ہے کہ جیسا انسان خود ہو ویسا ہی اس کا عکس بھی ہو گا۔ اب جو انسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہوگا اس میں وہ خوبیاں ہونگی جو رسول کریمؐ میں پائی جاتی تھیں لیکن اگر اس میں کوئی خوبی نہ مانی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا رسول کریمؐ میں ہی وہ خوبی نہیں۔ دیکھئے اگر کوئی شخص شیشے کے سامنے کھڑا ہو اور شیشے میں جو اس کا عکس پڑ رہا ہو اس میں ناک نظر نہ آئے تو معلوم ہوگا کہ اس شخص کے چہرہ پر ہی ناک نہیں ہے۔ تو ہمارا یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عکس ہیں اور ان میں وہ خوبیاں بتوسط رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہیں جو آپ میں ہیں۔

احمدیت میں داخل ہونیوالے کا فرض

یہ اعتقاد ہیں جن کو معلوم کرنے کے بعد بیعت کرنی چاہئے اور جب کوئی ان اعتقادات کو معلوم کر کے بیعت کرتا ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ ان ذمہ داریوں کو بھی اُٹھائے جو بیعت کرنے کی وجہ سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ جو شخص فوج میں بھرتی ہوگا اس کا فرض ہوگا کہ لڑائی کے لئے جہاں اسے جانا پڑے جائے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کے سلسلہ میں داخل ہونے والے کا بھی فرض ہے کہ جس طرح صحابہ کرام نے دین کے لئے اپنا مال، اپنا وقت، اپنا وطن، اپنے رشتہ دار حتّٰی کہ اپنی جان بھی قربان کر دی تھی وہ بھی اس کے لئے تیار رہے اور ایسا نمونہ بن کر دکھلائے کہ دُنیا دیکھے اور معلوم کرے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو ہم میں نہیں ہے پھر ایسے سلسلہ میں داخل ہونے والوں پر ابتلاء بھی آتے ہیں، مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، تکالیف بھی پہنچتی ہیں، ان کو برداشت کرنا چاہئے۔

دشمنوں کے شبہات

پھر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دشمن اور شریر لوگ طرح طرح کے اتہام لگایا کرتے ہیں اور کئی رنگ گمراہ کرنے کے اختیار کرتے ہیں۔ اگر انسان بغیر تحقیقات کے اور بغیر دشمنوں کے اتہاموں سے واقف ہونے کے داخل ہو تو جب اس قسم کی باتیں سُنے گا تو اسے ٹھوکر لگے گی کہ یہ کیا ہوگیا۔

ہر قوم میں نبی

مثلاً ایک ناواقف آدمی جب یہ سُنے کہ حضرت مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو کہے گا وہ تو ہندو تھا ایک مسلمان کیونکر ہوگیا۔ مگر جب اسے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح اور قوموں میں نبی آتے رہے ہیں اسی طرح ہندوستان کے لوگوں میں بھی نبی آئے۔ انہی میں سے ایک حضرت کرشنؑ تھے اور قرآن شریف میں ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر:۲۵) کوئی قوم ایسی نہیں جس میں نبی نہ آیا ہو۔ اس آیت پر ایمان رکھنے والا جب یہ سُنے گا کہ ہندوستان میں حضرت کرشنؑ نبی آئے تھے تو کہے گا اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو ٹھیک اور صحیح ہے۔ اگر یہ دعویٰ نہ کرتے تو جھوٹے ہوتے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب انبیاء کے کمال تھے اس لئے آپ کے بروز میں حضرت کرشنؑ کے کمال بھی ہونے چاہئیں۔

مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی ہے

پھر مسلمان مسیح موعود اور مہدی معہود کو دو علیحدہ علیحدہ وجود قرار دیتے ہیں مگر دراصل ایک ہی ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ★ (کہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا) میں بتایا ہے کہ یہ ایک شخص کے دو نام ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی نام ہیں۔

★ بخاری کتاب الانبیاء

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

پھر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں ہیں۔ ان کے متعلق مخالفین شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اگر پوری واقفیت حاصل کرکے انسان اس سلسلہ میں داخل نہ ہو تو ٹھوکر لگنے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن جب پہلے ہی پوری تحقیقات کرے تو پھر خواہ کتنے شبہات پیدا کئے جائیں پھر ٹھوکر نہیں کھا سکتا مثلاً جب کوئی شخص سورج کو دیکھ لے تو پھر کسی وقت اندھیرا ہو جانے پر خواہ کوئی اسے ہزار بار کہے کہ سورج کا انکار کردو تو وہ نہیں کرے گا۔ ہاں یہ کہدیگا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اندھیرا کیوں ہے اور اس کی کیا وجہ ہے مگر سورج کا میں انکار نہیں کرسکتا کیونکہ سورج کے ہونے کا میرے پاس کافی ثبوت ہے۔ تو کسی امر کے متعلق ایک ہوتے ہیں اس کی صداقت کے ثبوت اور ایک شبہات۔ شبہات سے صداقت کے ثبوت باطل نہیں ہوجایا کرتے۔ مثلاً ایک جگہ پتھریں سے پانی نکلتا ہو اور انسان اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو یہ نہیں کہے گا کہ پانی نہیں نکلتا۔ ہاں کہہ سکتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کیونکر نکلتا ہے گویا پتھروں سے پانی نکلنے کی وجہ اسے معلوم نہیں پانی کا انکار نہیں کرسکتا۔ یا مثلاً آگ ہے۔ چونا پر پانی ڈالنے سے آگ نکلتی ہے لیکن جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس طرح پانی ڈالنے سے بھی آگ نکلتی ہے اس کے سامنے آگ نکالنے پر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ آگ نہیں کوئی ٹھنڈی چیز ہے۔ بلکہ وہ یہی کہے گا کہ چونکہ میں آگ کی گرمی کو جانتا ہوں اور اس کو ہاتھ لگانے سے جلتا ہے اس لئے میں یہ ہرگز نہیں مان سکتا کہ یہ آگ نہیں ہے۔ ہاں مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ پانی ڈالنے سے کیونکر آگ نکلتی ہے۔

انبیاء کی صداقت کے معیار

یہی طریق انبیاء کے پہچاننے کا ہے ان کی صداقت کے کئی ثبوت ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعہ صداقت کی تحقیق کرنی چاہئے کیونکہ اگر اس طرح نہ کیا جائے تو کئی ایسی باتیں ہوسکتی ہیں جن کو گمراہ کرنیوالے لوگ پیش کرکے دھوکا دے دیتے ہیں۔ لیکن جب انسان صداقت کو صداقت سمجھ کر مانے تو ایسی باتوں سے ٹھوکر نہیں کھا سکتا کیونکہ اوّل تو کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر پیدا ہو تو انسان اس کے ازالہ کا علم حاصل کرسکتا ہے لیکن صداقت کو نہیں چھوڑتا۔ دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شخص نے سمجھ سوچ کر مانا ہو اور جو آپ کی صداقت کے دلائل اور براہین سے واقف ہو اس کے دل میں اگر کوئی لاکھوں شبہات صداقتِ رسول کریمؐ کے متعلق ڈالنا چاہے تو وہ یہی کہے گا کہ مجھے ان کی وجہ معلوم نہیں یا میں ان کا جواب نہیں دے سکتا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کرسکتا۔ کوئی شبہ ہو میری کمی علم کا ثبوت ہوگا رسول کریمؐ سچے ہیں کیونکہ آپ کی صداقت کے ثبوت میرے پاس ہیں۔ اب مسلمان کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح جھوٹے ہوسکتے ہیں حالانکہ آپ کی صداقت کے ثبوت

انہیں معلوم نہیں۔ وہ چونکہ باپ دادا سے سنتے آئے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ سچے ہیں لیکن ہمارے پاس خدا کے فضل سے رسول کریمؐ کی صداقت کے ثبوت ہیں اور اگر کوئی آپ پر اعتراض کرے تو ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں مگر میں کہتا ہوں اگر مخالف کے کسی اعتراض کا جواب نہ بھی آئے تو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کے متعلق ہمیں شبہ نہیں پڑ سکتا کیونکہ ہم نے آپؐ کو اس طرح مانا ہے جس طرح سورج کو مانتے ہیں۔ پس اول تو خدا کے فضل سے ہر ایک اعتراض کا جواب آتا ہے لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ ہمیں کسی اعتراض کا جواب نہ آئے تو اس کی وجہ سے رسول کریمؐ کی صداقت کا انکار نہیں کیا جائیگا کیونکہ ہم نے آپ کو یونہی نہیں مانا بلکہ آپ کی صداقت کے دلائل کو دیکھ کر مانا ہے اور پورا پورا یقین ہے کہ وہی دلائل ہیں جو سچے نبی کے لئے ہوتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے دلائل

اسی طرح ہم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں ان کی صداقت کے لئے نئے دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے لئے بھی وہی دلائل ہیں جو رسول کریمؐ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء کے تھے۔ اب اگر کوئی ان دلائل کے ہوتے ہوئے آپ کو جھوٹا قرار دیتا ہے تو اس طرح پہلے انبیاء بھی جھوٹے ہو جاتے ہیں لیکن جو ان دلائل کی وجہ سے پہلے انبیاء کو سچا سمجھتا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کو بھی سچا سمجھے گا۔ جب کوئی شخص ان دلائل کو معلوم کرکے اور ان سے واقف ہو کر آپ کو مانے گا تو پھر اس کے دل میں کوئی شبہ نہیں پڑ سکے گا۔

رسول کریمؐ کو ابوبکرؓ نے کیونکر مانا

دیکھئے حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی دلیل سے مانا ہے اور پھر کبھی ان کے دل میں آپؐ کے متعلق ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں پیدا ہؤا اور وہ ایک دلیل یہ تھی کہ انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بچپن سے دیکھا تھا اور وہ جانتے تھے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی شرارت نہیں کی، کبھی گندی اور ناپاک بات آپ کے منہ سے نہیں نکلی بس یہی وہ جانتے تھے اس سے زیادہ نہ وہ کسی شریعت کے جاننے والے تھے کہ اس کے بتائے ہوئے معیار سے رسول کریمؐ کو سچا سمجھ لیا، نہ کسی قانون کے پیرو تھے اِنہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ خدا کا رسول کیا ہوتا ہے اور اس کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں وہ صرف یہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ وہ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو راستہ میں ہی کسی نے انہیں کہا کہ تمہارا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ انہوں نے کہا کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا پھر وہ جھوٹ نہیں بولتا جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے کیونکہ جب اس نے کبھی بندوں پر جھوٹ نہیں بولا تو خدا پر کیوں جھوٹ بولنے لگا۔ جب اس نے انسانوں سے کبھی ذرا بد دیانتی نہیں کی تو اب ان سے اتنی بڑی بد دیانتی کس طرح کرنے لگا کہ ان کی رُوحوں کو تباہ کر دے۔ صرف یہ دلیل تھی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا اور اسی کو خدا تعالیٰ نے بھی لیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لوگوں کو کہدو فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس: ۱۷) میں ایک عرصہ تم میں رہا۔ اس کو دیکھو۔ اس میں میں نے تم سے کبھی غداری نہیں کی۔ پھر اب

مَیں خدا سے کیوں غداری کرنے لگا ۔ یہی وہ دلیل تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے لی اور کہدیا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ خدا کا رسول ہوں تو سچا ہے اور مَیں مانتا ہوں اس کے بعد نہ کبھی ان کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوُا اور نہ ان کے پائے ثبات میں کبھی لغزش آئی ۔ ان پر بڑے بڑے ابتلاء آئے انہیں جائدادیں اور وطن چھوڑنا اور اپنے عزیزوں کو قتل کرنا پڑا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت میں کبھی شبہ نہ ہوُا ۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی سے لین دین کا معاملہ تھا اس کے متعلق رسول کریمؐ نے جو کچھ فرمایا اسے سُنکر صحابی نے کہا یا رسول اللہ یہی درست ہے جو آپ فرماتے ہیں ۔ رسول کریم نے کہا یہ معاملہ تو میرے اور اس کے درمیان ہے تم کو کس طرح معلوم ہے کہ جو کچھ مَیں کہتا ہوں وہ درست ہے ۔ صحابی نے کہا یا رسول اللہ جب آپ خدا کے متعلق باتیں بتاتے ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ سچی ہیں تو اب جبکہ آپ ایک بندہ کے متعلق فرماتے ہیں تو یہ جھوٹ کس طرح ہو سکتا ہے اسی وجہ سے مَیں نے کہا ہے کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں درست ہے ۔ یہ سُنکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے متعلق فرمایا اس کا ایسا ایمان ہے کہ جہاں دو آدمیوں کی شہادت کی ضرورت ہو وہاں اس ایک کی ہی کافی سمجھی جائے ۔★

ان لوگوں کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کیوں اس طرح گڑ گئی تھی اور کیوں ان کے دل میں کوئی شک وشبہ نہیں پیدا ہوتا تھا اس کی وجہ یہی ہے کہ انہیں رسول کریمؐ کی صداقت کے دلائل معلوم ہو گئے تھے ۔

یہ مَیں نے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ اور چند موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں ۔ اب آپ کی صداقت کے متعلق بیان کرتا ہوں ۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی پہلی دلیل

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس : ۱۷)

کے معیار کو ہی دیکھیں ۔ اس (قادیان) گاؤں میں ہندو اور غیر احمدی رہتے ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب سے ملتے اور آپ سے تعلق رکھتے تھے ان کو مخاطب کر کے آپ لکھتے رہے کہ بتاؤ مَیں نے کبھی کسی سے فریب ، دھوکا ، دغا بازی کی ، کسی کا مال ناجائز طریق سے لیا ، کسی پر کوئی ظلم اور سختی کی ، کبھی جھوٹ بولا ۔ اگر نہیں تو پھر مَیں خدا پر کس طرح جھوٹ بولنے لگ گیا ۔

پھر ایسے بھی لوگ موجود تھے جو آپ کے دشمن تھے آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہو سکا اور محمد حسین بٹالوی جس نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اس نے بھی اقرار کیا کہ پہلی زندگی اچھی تھی ۔ اس سے ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جب پہلی زندگی اعلیٰ درجہ کی اور پاک تھی تو دعویٰ کے بعد کیا ہو گیا وہ زندگی کیوں اعلیٰ نہ رہی ۔

پھر خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک یہ معیار بیان فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۔ فَمَا مِنْكُمْ

★ ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب اذا علم الحاکم صدق الشاھد الواحد یجوز لہ ان یحکم بہ

مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِیْنَ (الحاقۃ : ۴۵ تا ۴۸) کہ اگر یہ ہم پر جھوٹ بولتا تو ہم اسے تباہ کر دیتے۔ اور یہ بات عقلاً بھی درست ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے کو تباہ ہونا چاہئے کیونکہ اگر افتراء کرنے والا بچ رہے تو کوئی پہچان ہی نہ سکے کہ فلاں خدا کی طرف سے ہی ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص دنیاوی گورنمنٹ کا افسر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے تو گورنمنٹ اسے گرفتار کر لیتی ہے پھر جو شخص نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اسے خدا تعالیٰ کیوں نہ پکڑے۔ قرآن کریم نے اس دلیل کو رسول کریمؐ کے متعلق پیش کیا ہے اور یہ صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ عام ہے لیکن اگر اس کو صرف رسول کریمؐ کے لئے قرار دیا جائے تو یہ دلیل ہی نہیں رہتی کیونکہ اگر پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اس دلیل کے ماتحت ہلاک ہوتے رہے ہیں تو رسول کریمؐ کے وقت بھی اس کو پیش کیا جا سکتا تھا لیکن اگر پہلے ہلاک نہیں ہوئے تو پھر اس کا پیش کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اپنا اثر دکھاتی رہی ہے اس لئے رسول کریمؐ کے وقت بھی پیش کی گئی اور اب حضرت مرزا صاحب کے وقت بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو دعویٰ کے بعد جتنی زندگی عطا ہوئی اتنی اگر جھوٹے نبی کو بھی مل سکتی ہے تو پھر یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے الہامات شائع کرنے سے لیکر قریباً تیس سال زندگی حاصل ہوئی جو کہ رسول کریمؐ کی دعویٰ نبوت کرنے سے بعد کی زندگی سے زیادہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے اتنے عرصہ کے الہام اب بنا لئے گئے ہیں مگر آپ کی اس وقت کی کتابیں گورنمنٹ کے ہاں موجود ہیں اور ان میں الہام درج ہیں۔

دوسری دلیل

پھر آپ کو جو الہام ہوئے وہ نہایت صفائی کے ساتھ پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ کو الہام ہوا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"★ اور اب ایسا ہی ہو رہا ہے۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ تیرے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوگی چنانچہ ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ احمدیت کو دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ پھر آپ کو کہا گیا کہ قادیان میں لوگ دُور دُور سے آئیں گے یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ؐ اب مثلاً آپ ہی اتنی دُور سے آئے ہیں یہاں دنیاوی لحاظ سے کوئی قابل کشش چیز نہیں ہے کہ جسے دیکھنے کے لئے کوئی آوے۔ ادھر مولوی کہتے ہیں کہ جو آئے گا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور لوگوں کو روکنے میں پورا پورا زور لگا رہے ہیں باوجود اس کے حضرت مرزا صاحب کا الہام لوگوں کو کھینچ کھینچ کر یہاں لا رہا ہے۔ کوئی کہے یہاں لوگ سیر کے طور پر آ جاتے ہیں مگر انہیں یہ بھی تو خطرہ ہوتا ہے کہ ایمان جاتا رہے گا کیونکہ ان کے علماء نے فتویٰ دے رکھا ہے کہ جو شخص احمدیوں سے ملتا جلتا حتیٰ کہ ان کو دیکھتا ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے لوگ آئے اور آ رہے ہیں جو ثبوت ہے اس بات کا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ خدا کی طرف سے الہام ہے جو پورا ہو رہا ہے۔

★ تذکرہ ص۳۱۲ ایڈیشن چہارم

ؐ تذکرہ ص۲۹۷ ایڈیشن چہارم

تیسری دلیل

ایک اور ثبوت انبیاء کی صداقت کا خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم رسولوں کو ان کے مخالفین پر غلبہ دیتے ہیں اور یہ ایسی سنت ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔

اس ثبوت کی رو سے بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہے کیونکہ ساری دنیا آپ کے مقابلہ پر آئی اور آپ کی باتوں کو روکنا چاہا مگر آپ کا سلسلہ پھیل ہی گیا اور دن بدن پھیل رہا ہے۔

تکالیف برداشت کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے

یہ ایسے معیار صداقت ہیں کہ جو سب انبیاء کے لئے مشترک ہیں اور یہ سب حضرت مرزا صاحب کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اور سمجھ کر جو شخص بیعت کریگا اسے اگر کسی امر کے متعلق شبہ پیدا ہوگا تو ایسی بات ہوگی کہ کہے گا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ میں اس کے متعلق تحقیقات کروں گا نہ کہ وہ صداقت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ پس ہر اس شخص کا فرض ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہونا چاہے کہ اس طرح سمجھ کر اور تحقیقات کر کے داخل ہو اور جب داخل ہو جائے تو پھر خواہ اس پر کوئی مصیبت آئے اس کی پرواہ نہ کرے۔ اب تو وہ مصیبتیں اور تکلیفیں نہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مسلمان ہونیوالوں کو برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ اس وقت تو عورتوں کی شرم گاہوں میں نیزے مارے گئے، تپتی ریت پر لٹایا گیا، اونٹوں سے باندھ کر چیرا گیا اور طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں جو ہماری جماعت کو نہیں پہنچیں۔ مگر ایسا ایمان ہو کہ انسان کہے کہ اگر ایسی کوئی تکلیف آئی تو بھی میں قائم رہونگا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ ہٹوں گا۔ یہ خیال نہ کرے کہ اب اس قسم کی تکالیف کا زمانہ نہیں رہا اس لئے نہیں آئیں گی بلکہ یہ کہے کہ گو زمانہ ایسا نہیں لیکن اگر کوئی ایسی تکلیف آئے تو میں اُسے برداشت کرنے کے تیار ہوں۔ اگر مجھے وطن سے نکالا جائے گا تو نکلوں گا، اگر میرا مال چھین لیا جائے گا تو پرواہ نہیں کرونگا، اگر قتل کیا جائیگا تو اس کے لئے بھی تیار ہونگا۔

اگرچہ کم ہیں لیکن ہماری جماعت میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اس قسم کی تکالیف کو برداشت کیا گیا۔ مالابار میں ہماری جماعت ابھی کم ہے، وہاں احمدیوں کی عورتوں کا جبراً دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا، جائدادیں چھین لیں اور بھی کئی جگہ طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں مگر احمدیوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

پس جب انسان صداقت کو قبول کرے تو اس طرح کرے کہ پھر اس کے لئے ہر ایک چیز جو اُسے قربان کرنی پڑے کر دے اور جب اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار پائے تب بیعت کرے۔ ان باتوں کے سننے کے بعد اگر آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر پھر بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ خوب سوچ سمجھ کر بیعت کریں اور ان تکالیف اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں جو انبیاء کی جماعتوں پر آتی ہیں۔

اس پر جب موصوف نے کہا کہ میں بالکل مطمئن ہوں اور بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں تو بیعت لی گئی اور اس کے بعد حضور نے تبلیغ کرنے اور خلیفۂ وقت سے زیادہ تعلق بڑھانے کی تلقین فرمائی۔ (الفضل ۳۰ رمئی ۱۹۲۱ء)

خواتین سے ایک سوال

(مرسلہ۔ مکرم عصمت جہاں صاحبہ۔ ربوہ)

کیا آپ خواتین نے یہ سوچا کہ جماعت احمدیہ جو ترقی کر رہی ہے اس میں آپ کا کتنا حصہ ہے؟

اگرچہ یہ سوال بہت مختصر ہے مگر اس کا جواب سوچنے بیٹھیں تو گھنٹوں اسی بات میں گذر جائیں کہ ہم نے جماعت کے لئے کیا کیا اور مزید کیا کر سکتی ہیں؟

کسی بھی قوم کی ترقی میں خواتین کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ دراصل خواتین سیمنٹ کا کردار ادا کرتی ہیں اور کسی بھی قوم کو بکھرنے سے روک سکتی ہیں۔ یقیناً ہم خواتین میں بھی بہت کچھ کرنے کی صلاحیت ہے۔ چاہے ہم بزرگ خاتون ہیں' ایک خانہ دار عورت' یا کالج کی طالبہ آپ سب کچھ کر سکتی ہیں اگر آپ کے دل میں تڑپ ہو۔ خواتین کیلئے کام کرنے کا وسیع میدان ہے ہمیں اولاد کی تربیت کرنی ہے اپنی تربیت کرنی ہے اور دنیا کو بھلائی کی طرف بلانا ہے۔ مگر جو بنیادی بات ہے وہ ہے اجلاس پر آنا۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کر کے حضرت خلیفتہ المسیح الثانی نے ہم عورتوں پر کتنا بڑا احسان کیا ہے اور اس تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کی صحیح معنوں میں تربیت کی جاسکے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک خواتین کی اصلاح نہ کی جائے معاشرے کی اصلاح ناممکن ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"ایک الہام ہے جو اپنے اندر بڑی بشارت رکھتا ہے گو اس میں فکر کا پہلو بھی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ایک ذمہ داری عائد کی گئی ہے اور ذمہ داری بہت کم لوگ ادا کیا کرتے ہیں۔ بہرحال آج رات مجھے یوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یوں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو (دین حق) کو ترقی حاصل ہو جائے گی" گویا اسلامی فتوحات ہونے والی ہیں اور ان میں عورتوں کی اصلاح کا بہت بڑا دخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر اس کے فضل و کرم سے پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح ہو جائے یا شاید قادیان کی عورتیں مراد ہوں تو ترقی (دین حق) کے سامان مہیا ہو جائیں گے۔"

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء)

اگر ہم اجلاسوں پر شرکت نہیں کرتیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں اپنی اصلاح کا خیال نہیں۔ درحقیقت ہماری بقا اسی بات میں ہے کہ ہم جماعت احمدیہ سے زیادہ سے زیادہ تعلق قائم رکھیں اور یہ تعلق اجلاسوں کی صورت میں بخوبی قائم رہ سکتا ہے۔ یہ تو ہم سب جانتی ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک سرسبز درخت ہے اور جو اس درخت سے قطع تعلق کرتا ہے وہ خشک ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ کیا آپ یہ برداشت کر سکیں گی کہ ہماری نسلیں خشک ٹہنی کی طرح کاٹ دی جائیں؟ یقیناً یہ بات تڑپانے والی ہے۔ کون برداشت کر سکتا ہے کہ وہ ایک سرسبز درخت سے کاٹا جائے۔ ہر کوئی یہی دعا کرے گی کہ ہماری نسلیں جماعت سے وابستہ رہیں اور جماعت کی سرسبزی میں نمایاں کردار ادا کریں۔ مگر اس کے لئے شرط یہی ہے کہ ہم اپنا تعلق جماعت سے مضبوط کریں۔ اجلاسوں پر آئیں اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ آئندہ نسلیں محفوظ رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین